قبرستان کی رات



حاتم طائی کے کارنامے ۔ ۴

قبرستان کی رات

اے حمید

مقبول اکیڈمی شاہراہِ قائدِ اعظم لاہور

مقبول اکیڈمی

دیال سنگھ مینشن شاہراہ قائد اعظم لاہور

پرنٹرز: معظم پرنٹرز، لاہور

 سائنس دان کی لاش

 حاتم طائی پھنس گیا

 ایٹمی دھماکہ

 قبرستان کی رات

 آگ کا سمندر



سائنس دان کی لاش

پولاش کا قبرستان سنسان پڑا تھا۔
حاتم طائی قبرستان میں داخل ہو گیا۔ کالا سانپ اس کی کلائی کے ساتھ لپٹا ہوا تھا۔ اس نے کالے سانپ سے اس قبر کے بارے میں پوچھا۔ جس میں عمارہ تھی۔ کالے سانپ نے کہا۔
"تم مجھے زمین پر رکھ دو۔"
حاتم طائی نے کالے سانپ کو زمین پر رکھ دیا۔ کالا سانپ حاتم طائی کو پتھر کی سل والی پرانی قبر پر لے گیا۔ پھر بولا۔
"حاتم! عمارہ اس قبر کے اندر ہے۔"
حاتم طائی نے قبر کے سرہانے کی طرف سے پتھر کی سل کو ہٹا دیا۔ نیچے ایک شکستہ تابوت پڑا تھا۔ حاتم نے قبر میں اتر کر تابوت کے ڈھکن کو اٹھایا تو دیکھا کہ عمارہ ہڈیوں کے ایک ڈھانچے

اوپر بالکل سیدھی لیٹی بے ہوش پڑی تھی۔ حاتم نے سب سے پہلے اس کی انگلی کو دیکھا۔ اسے سخت مایوسی ہوئی۔ کیونکہ عمارہ کی انگلی میں طلسماتی انگوٹھی نہیں تھی۔ اس لئے وہ نظر بھی آ رہی تھی۔ حاتم طائی نے بائیں طرف دیکھا۔ کالا سانپ بھی نیچے قبر میں آ گیا تھا۔ حاتم نے کہا۔

"عمارہ تو مجھے مل گئی۔ مگر بے ہوش ہے اور اس کی انگلی میں وہ انگوٹھی بھی نہیں ہے جس کو پہن کر غائب ہو جاتی تھی"

کالا سانپ خاموشی سے تابوت میں پڑی عمارہ کو دیکھتا رہا۔ پھر بولا۔

"حاتم! مجھے کچھ پتہ نہیں چل رہا کہ عمارہ کو کس نے بے ہوش کیا ہے اور اس کی انگوٹھی کون لے گیا ہے۔ مجھے تو اس کی خوشبو آ رہی تھی اور اس کے ساتھ ساتھ چلتا میں تمہیں اس جگہ لے آیا ہوں"

حاتم طائی بولا۔

"مگر میرے دوست! اب میں اکیلا اتنا بڑا منصوبہ کیسے پورا کر سکوں گا۔

میری غائب ہونے کی طاقت بھی اس
وقت میرے پاس نہیں ہے"
حاتم طائی نے کان کو چھو کر دیکھا۔ وہ غائب نہیں
ہوا۔ کالے سانپ نے کچھ سوچ کر کہا۔
"حاتم! قبر کو بند کر دو۔ عمارہ کو اسی تابوت
میں رہنے دو۔ جب تک وہ اس تابوت میں
بند ہے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ ہم
قبر سے باہر نکل کر کچھ سوچتے ہیں"
حاتم نے قبر کو بند کر کے اس پر پتھر کی سل رکھ
دی۔ وہ قبر کے باہر آ کر بیٹھ گیا۔ کالا سانپ اس
کے پاس ہی کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔ حاتم نے پوچھا۔
"تم نے اپنے بارے میں مجھے کچھ نہیں بتایا
کہ تم سانپ ہو کر انسانوں کی طرح کیسے
بات کر لیتے ہو"
سانپ بولا۔
"اس کے بارے میں میں تمہیں پھر کبھی بتاؤں
گا۔ ابھی مجھے یہ سوچنے دو کہ عمارہ کی
انگوٹھی کیسے واپس حاصل کی جا سکتی ہے۔
کیونکہ انگوٹھی واپس ملنے پر ہی وہ ہوش

میں آئے گی۔"

حاتم نے کہا۔

"اگر عمارہ کی انگوٹھی نہ ملی تو پھر کیا ہوگا؟"

کالا سانپ کہنے لگا۔

"عمارہ کی انگوٹھی ضرور مل جائے گی۔ اس سلسلے میں مجھے اجل ناگ سے مشورہ کرنا ہوگا۔"

"یہ اجل ناگ کون ہے؟" حاتم نے پوچھا۔

کالا سانپ بولا۔

"اجل ناگ اسی ملک کے ایک پہاڑی غار میں رہتا ہے۔ وہ اس ملک کے سب سانپوں کا سردار ہے۔ میں اس کے پاس جاؤں گا۔ تم بھی میرے ساتھ چلو۔"

حاتم بولا۔

"میرے پاس اتنا وقت نہیں ہوگا۔ مجھے جتنی جلدی ہو سکے خفیہ لیبارٹری میں سے اس نقشے کو تباہ کرنا ہے۔ جس کی مدد سے انڈیا پاکستان کے خلاف ایٹمی ہتھیار بنا رہا ہے۔ اگر دیر ہو گئی تو دشمن اپنے ناپاک منصوبے میں کامیاب ہو جائیگا۔"

کالے سانپ نے کہا۔

"تم ٹھیک کہتے ہو۔ مگر تم اکیلے کیا کر سکو گے۔ خفیہ پہاڑی کے اندر نہ تم جا سکتے ہو نہ میں جا سکتا ہوں کیونکہ مہلک نیلی روشنی مجھے بھی ایک ہی جھٹکے سے ہلاک کر دے گی اور خفیہ پہاڑی کی سُرنگ کے اندر جانے کا دوسرا کوئی راستہ نہیں ہے۔"

حاتم طائی نے کہا۔

"مگر تم سانپ ہو۔ کیا تم زمین کے نیچے سوراخ کر کے خفیہ پہاڑی کے اندر داخل نہیں ہو سکتے؟"

کالا سانپ کہنے لگا۔

"میں نے اس کا اندازہ لگا لیا ہے۔ ان لوگوں نے اس خفیہ سرنگ اور ویران شہر کے اردگرد زمین میں کافی گہرائی تک زہریلا مادہ مٹی میں ملا دیا ہوا ہے۔ اس مادے کی وجہ سے جو کوئی سانپ اندر جانے کی کوشش کرے گا۔ وہیں مر جائے گا۔ چنانچہ

ہیں زمین کے اندر سے بھی راستہ نہیں بنا سکتا۔"

پھر سانپ کچھ سوچ کر بولا۔

"ایک طریقہ ہو سکتا ہے۔"

"وہ کیا" حاتم نے پوچھا۔ کالا سانپ کہنے لگا۔

"اگر میں کسی ایسے آدمی کے کپڑوں یا سامان میں لپٹ جاؤں جو پہاڑی کی سرنگ میں لے جایا جا رہا ہو۔ تو اس طرح میں نیلی شعاعوں سے بچ کر اندر داخل ہو سکتا ہوں۔"

حاتم بولا۔

"یہ ٹھیک ہے۔ ہم یہی کوشش کرتے ہیں۔ اس خفیہ پہاڑی میں صبح کے وقت کچھ مقامی لوگ کام کرنے جاتے ہیں۔ تم ان میں سے کسی کے کپڑوں یا اس کے ٹفن کیریئر میں چھپ کر اندر چلے جاؤ اور اندر کا سارا حال معلوم کر کے مجھے بتاؤ۔ اس طرح سے مجھے پتہ چل جائے گا کہ اندر

کیا کیا ہے اور کیا ہو رہا ہے۔ مگر
کسی نے تمہیں دیکھ لیا تو تمہاری
جان خطرے میں پڑ سکتی ہے"

کالا سانپ بولا۔
"ابھی میں نے تمہیں اپنے بارے میں
یہ نہیں بتایا کہ میں مر نہیں سکتا۔ اگر
کوئی میرے جسم کے دو ٹکڑے بھی کر
دے تو وہ آپس میں اسی وقت جڑ
جائیں گے۔ اگر کوئی مجھے آگ میں یا
کھولتے ہوئے لاوے میں بھی پھینک دے
تو میں وہاں بھی زندہ رہوں گا"

حاتم طائی بڑا خوش ہوا۔ کہنے لگا۔
"عمارہ کی انگوٹھی کا پتہ بعد میں کر لیں
گے۔ اس لئے تم لیبارٹری کے اندر جا
کر معلومات حاصل کر دو"

کالا سانپ تیار ہو گیا۔ حاتم اسے لے کر اپنے
ہوٹل میں آ گیا۔ کیونکہ اس وقت رات ہو چکی
تھی۔ ہوٹل میں سانپ بھی حاتم طائی کے ساتھ
ہی رہا۔ صبح کے وقت حاتم کو معلوم تھا کہ قصبے

سے کچھ مزدور لیباڑی میں کام کرنے جاتے ہیں۔ وہ کالے سانپ کو جیب میں ڈال کر اس کچی سڑک پر آ کر درختوں کے پیچھے چھپ گیا جو اوپر لیباڑی والے ویران کھنڈر کو جاتی تھی۔ اتنے میں اُسے دور سے ایک آدمی آتا نظر آیا۔ وہ تیز تیز قدموں سے آ رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک تھیلا بھی تھا۔ حاتم نے کالے سانپ سے کہا۔

"میں اس آدمی کو باتوں میں لگاتا ہوں۔ تم کسی طرح کوشش کر کے اس کے تھیلے کے اندر چلے جاؤ۔ میں تمہیں ہوٹل میں اپنے کمرے میں ہی ملوں گا"

سانپ نے کہا "تم مجھے زمین پر چھوڑ دو"

حاتم طائی نے سانپ کو زمین پر چھوڑ دیا۔ وہ اب قریب آ گیا تھا۔ اس کے قریب آتے ہی حاتم طائی زمین پر اس طرح سے لیٹ گیا جیسے سخت تکلیف میں ہو۔ اور اپنے پیٹ کو پکڑ کر ہائے ہائے کرنے لگا۔ اس آدمی نے حاتم کی طرف دیکھا۔ حاتم نے درد سے کراہتے ہوئے کہا بھائی میری مدد کرو۔ مجھے پیٹ پر کسی چیز نے

کاٹ دیا ہے۔ وہ آدمی حاتم کے قریب آ کر بیٹھ گیا۔ اس نے تھیلا زمین پر رکھ دیا اور حاتم طائی کے پیٹ پر سے کپڑا ہٹا کر دیکھا۔ حاتم نے ایک جگہ انگلی رکھ کر کہا۔

"یہاں بڑا درد ہوتا ہے"

وہ آدمی کہنے لگا۔

"مجھے تو کسی کے کاٹے کا نشان نظر نہیں آ رہا
تمہیں ویسے پیٹ میں درد ہو رہا ہوگا۔
ایسا کرو قصبے کے ڈاکٹر کے پاس جاؤ وہی
تمہارا علاج کرے گا"

حاتم نے چوری آنکھ سے کالے سانپ کو اس آدمی کے تھیلے میں داخل ہوتے دیکھ لیا تھا۔ وہ مطمئن ہو گیا۔ اس نے کہا۔

"تمہارا شکریہ بھائی! میں قصبے کے ڈاکٹر
کے پاس ہی جاتا ہوں"

یہ کہکر حاتم طائی اٹھا اور قصبے کی طرف چل پڑا۔ اس آدمی نے بھی تھیلا اٹھایا اور خفیہ لیباٹری والی پہاڑی کی طرف روانہ ہو گیا۔ کالا سانپ تھیلے کے اندر چھپ کر بیٹھ گیا تھا۔ تھیلے میں اس

آدمی کا لنچ باکس تھا۔ وہ آدمی لیبارٹری میں مزدور تھا۔ وہ پہاڑی پر چڑھ کر زیر زمین خفیہ لیباٹری کے لوہے والے بند دروازے پر آ گیا۔ اس نے پہرے پر کھڑے فوجیوں کو اپنا شناختی کارڈ دکھایا۔ فوجی نے دروازے کا ایک پٹ کھول دیا۔ دروازے کے کھلتے ہی اوپر سے نیلی روشنی پڑنے لگی۔ اس روشنی میں سکرین پر اس آدمی کا ایکسرے آ گیا۔ اس میں وہ لوگ سانپ کا ایکسرے نہ دیکھ سکے۔ کیونکہ کالا سانپ روٹی کے ڈبے کے پیچھے سمٹ کر بیٹھا ہوا تھا۔

فوجیوں نے مزدور کو اندر جانے کی اجازت دے دی۔ وہ اندر داخل ہو گیا۔ سرنگ کی سیڑھیاں اتر کر وہ ایک کمرے میں آیا۔ روٹی کے ڈبے والا تھیلا الماری کے اوپر رکھا اور دوسرے مزدوروں کے ساتھ کام میں مصروف ہو گیا۔ کالا سانپ آہستہ سے تھیلے سے نکل آیا۔ اس نے اپنی گردن جھکا کر الماری کے اوپر سے دیکھا۔ دونوں برازیلی مزدور کونے میں بیٹھے لوہے کے چھلے آپس میں جوڑ رہے تھے۔ خدا جانے یہ کس لئے تیار کئے

جا رہے تھے۔ کمرے میں زیادہ روشنی نہیں تھی۔ سانپ چھکے سے الماری کے پیچھے اتر کر فرش پر آیا اور پھر رینگتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ باہر ایک اونچی چھت والی کافی چوڑی سرنگ تھی۔ سرنگ کی دیواروں پر کہیں کہیں بلب روشن تھے ایک سفید کوٹ والا آدمی جو سائنس دان لگتا تھا۔ سرنگ کے ایک کمرے سے نکل کر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ کالا سانپ دیوار پر چڑھ کر چھت پر آ گیا۔ وہ چھت پر رینگتا آگے کو چلا۔ جس کمرے سے سائنس دان نکلا تھا اس کے آگے ایک زینہ نیچے جاتا تھا۔ کالا سانپ زینے پر سے گزر کر نیچے آ گیا نیچے ایک اور چھوٹی سرنگ تھی۔

کالا سانپ دوسری سرنگ کی چھت پر لگ کر رینگنے لگا۔ آگے سرنگ ایک بڑے ہال کمرے میں جا کر ختم ہو گئی۔ اس ہال کمرے میں جگہ جگہ شیشوں کی دیواریں کھڑی تھیں۔ شیشوں کے کیبن بنے ہوئے تھے۔ ان میں عجیب قسم کی سائنسی مشینیں لگی تھیں۔ جو بجلی سے چل رہی تھیں ان میں نیلی پیلی ننھی ننھی روشنیوں کے بلب چمک رہے تھے۔

یہاں چھ سات اسرائیلی اور انڈین سائنس دان اپنے اپنے کام میں مصروف تھے۔ سانپ اندر جاتا تو اُسے دیکھا جا سکتا تھا۔ کیونکہ وہاں روشنی تھی وہ ہال کے دروازے کے باہر ہی چھت سے لگا جائزہ لینے لگا۔

پھر وہ دروازے کے اندر کی جانب آ کر ایک الماری کے پیچھے چھپ گیا۔ اس نے اپنی گردن باہر نکال رکھی تھی۔ اسے کیبن میں کام کرتے دو اسرائیلی سائنس دانوں کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔ ایک سائنس دان نے شیشے کی نازک نلکی کو مشین میں آہستہ سے رکھتے ہوئے کہا۔

"میرا اندازہ ہے کہ ہم ایک مہینے میں ایٹم بم تیار کر کے انڈیا کے حوالے کر دیں گے۔ تمہارا کیا خیال ہے"

دوسرے اسرائیلی سائنس دان نے کہا۔

"ہاں۔ تمہارا اندازہ صحیح لگتا ہے۔ اس پراجیکٹ پر صرف ایک مہینے کا کام ہی باقی رہ گیا ہے۔ ایٹم بم آخری مرحلے میں ہے۔ زیادہ سے زیادہ ایک

مہینہ اور چار دن میں تیار ہو جائے گا۔"
پہلا سائنس دان کہنے لگا۔
"کیا انڈیا یہ ایٹم بم پاکستان کے خلاف
استعمال کرے گا؟"
دوسرے سائنس دان نے کہا۔
"وہ پاکستان کے خلاف استعمال کرنے کے
لئے ہی یہ ایٹم بم بنا رہا ہے۔ ورنہ اُسے
اتنا روپیہ خرچ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔"
سانپ دیوار اور فرش کے ساتھ ساتھ رینگتا
آخری کیبن کے باہر آ کر ایک میز کے نیچے چھپ
گیا۔ یہاں دو بوڑھے سائنس دان کام میں مصروف
تھے۔ ان میں سے ایک اسرائیلی یہودی تھا۔ اور
دوسرا انڈین تھا۔ اسرائیلی نے کہا۔
"مسٹر داس! اگر تم نے یہ ایٹم بم پاکستان
کے خلاف استعمال کیا تو اثرات تمہارے
ملک پر بھی پڑ سکتے ہیں۔"
انڈین سائنس دان کہنے لگا۔
"ہم نے اس کا پورا انتظام کر لیا ہے کہ
ایٹمی اثرات صرف پاکستان تک ہی محدود

رہیں اور ہمارے ملک میں اس کا اثر نہ پڑے
ویسے ہم ایٹم بم بنا کر اپنے پاس رکھیں
گے اور پھر پاکستان کو مجبور کر دیں گے۔
کہ وہ ہماری مرضی کے مطابق چلے۔"
اسرائیلی سائنس دان مسکرایا۔
"یہ بات تو تم نے بالکل ٹھیک کہی مسٹر داس!
ایٹم بم کی دھمکی سے بڑے بڑے ملک
ڈر جاتے ہیں۔"
پھر اس نے کچھ سوچ کر کہا۔
"لیکن ابھی ایک اہم کام باقی ہے۔ ہمیں
ایٹم بم کے فیوز میں یورینیم کی بھرتی کرنی
ہے۔ کیونکہ جیسا تم جانتے ہو یورینیم کی بھرتی
کے بغیر ایٹم بم کا فیوز کام نہیں کرے
گا۔ اور اگر فیوز کام نہیں کرے گا تو
ایٹم بم کو چاہے ہزاروں فٹ کی بلندی
سے کیوں نہ گرا دیا جائے۔ وہ بالکل
نہیں پھٹے گا۔"
انڈین سائنس دان نے کہا۔
"یورینیم کے لئے ہم نے تمہارے ملک

اسرائیل سے بات کر لی ہے۔ وہ دس پندرہ دنوں میں یہاں پہنچ جائے گا۔ اس کے بعد ایٹم بم بالکل تیار ہو گا۔"

ہمارا ملک اسرائیل تمہارے ملک کا دوست ہے۔ اسرائیلی سائنس دان نے کہا۔

"وہ تمہیں ضرور یورنیم دے گا۔"

کالا سانپ ان سب باتوں کو اپنے ذہن میں بٹھاتا جا رہا تھا۔ کیونکہ اسے یہ ساری باتیں واپس جا کر حاتم طائی۔ کو بتانی تھیں۔ انڈین سائنس دان کسی کام سے کیبن سے باہر نکل گیا۔ کالا سانپ میز کے نیچے چھپا ہوا تھا۔ اس کے جانے کے بعد کالا سانپ میز کے نیچے سے نکل کر واپس جانے لگا تو اچانک اسرائیلی سائنس دان کی اس پر نظر پڑ گئی۔ وہ ہکا بکا سا ہو کر رہ گیا کہ یہ سانپ یہاں کہاں سے آ گیا۔ وہ شور مچانے ہی لگا تھا کہ کالے سانپ نے پھن اٹھا کر پھنکار ماری۔ اس کے منہ سے پھنکار کے ساتھ زہریلی پھوار نکل کر اسرائیلی سائنس دان کے چہرے پر پڑی۔ اس زہر کی تاثیر اتنی خطرناک تھی کہ اسرائیلی سائنس

دان وہیں گرا اور مر گیا۔ اس کا جسم کالے سانپ کے زہر کے اثر کی وجہ سے پتھر کی طرح سخت ہو کر اکڑ گیا تھا۔

کالا سانپ تیزی سے وہاں سے نکلا اور چھوٹی سرنگ میں سے ہوتا ہوا اوپر والی بڑی سُرنگ میں آ گیا جہاں الماری کے اوپر روٹی کے ڈبے والا تھیلا پڑا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ دوپہر کو لنچ کے وقت مزدور روٹی کا ڈبہ نکالے گا۔ چنانچہ کالا سانپ الماری کے پیچھے ہی چھپا رہا۔ تھوڑی دیر بعد باہر سُرنگ میں کچھ لوگوں کی آوازیں اور تیز تیز قدموں کے بھاگنے کی چاپ سنائی دی۔ وہ سمجھ گیا کہ اسرائیلی سائنس دان کی لاش مل گئی ہے۔ اور یہ لوگ قاتل کو تلاش کر رہے ہیں۔

سانپ الماری کے پیچھے چھپا رہا۔ لنچ کے وقت مزدور نے ڈبہ تھیلے میں سے نکالا اور اپنے دوسرے مزدوروں کے ساتھ بیٹھ کر روٹی کھانے لگا۔ وہ آپس میں اسرائیلی سائنس دان کے قتل کے بارے میں باتیں کرنے لگے۔ ان کا

یہی خیال تھا۔ کہ اسرائیلی دل کا دورہ پڑنے سے مرا ہے
پہلا مزدور کہنے لگا۔" سب یہی کہتے ہیں۔ کیونکہ یہاں
کوئی باہر کا آدمی آ کر اسے قتل نہیں کر سکتا۔"
دوسرے نے کہا۔
ڈاکٹری رپورٹ آنے پر ہی کچھ پتہ چلے گا۔"
دوپہر گزر گئی۔ پھر شام ہونے لگی۔ مزدور دوسرے
کمرے سے آیا اور اپنے ساتھی سے کہنے لگا۔
"ڈاکٹری رپورٹ مل گئی ہے۔ اس میں بھی
یہی لکھا ہے کہ اسرائیلی ڈاکٹر کی موت دل
کا دورہ پڑنے سے ہوئی ہے۔"
سا۔ کالے سانپ نے اطمینان کا سانس لیا۔ ویسے اسے
کچھ کچھ معلوم تھا کہ اس کے زہر سے انسان کا دل
ایک دم بند ہو جاتا ہے اور خون میں زہر کے اثرات
کا سراغ نہیں لگایا جا سکتا۔
چھٹی کے وقت مزدور نے اپنا تھیلا اٹھایا اور
لیبارٹری کے دروازے کی طرف بڑھا۔ وہاں ایک
بار پھر وہ نیلی روشنی میں سے گزرا۔ کسی کو تھیلے
میں اس کی موجودگی کا پتہ نہ چل سکا۔ مزدور
لیباٹری کی سرنگ سے باہر کھلے آسمان تلے آ گیا۔

وہ پہاڑی سے اتر کر کچے راستے پر پولانش قصبے کی طرف روانہ ہو گیا۔ قصبے کے قریب آ کر کالا سانپ اس کے تھیلے سے نکل کر زمین پر آ گیا شام کا اندھیرا سارے قصبے میں پھیلا ہوا تھا۔ کالے سانپ کو حاتم طائی کے ہوٹل میں آتے کوئی نہ دیکھ سکا۔ وہ ہوٹل کی پچھلی طرف سے دیوار پر سے گزر کر حاتم طائی کے کمرے میں آ گیا۔ حاتم اس کا بے تابی سے انتظار کر رہا تھا۔ اس نے کالے سانپ کو دیکھتے ہی پوچھا۔

"تم نے بڑی دیر کر دی۔ خیریت تو تھی!"

کالے سانپ نے کہا۔

"میں روٹی کے تھیلے میں بیٹھ کر ہی آ سکتا تھا اس لئے دیر ہو گئی"

پھر کالے سانپ نے اسے سارا ماجرا سنا دیا۔ حاتم بولا۔

"پہلی بات تو یہ بڑی تسلی کی ہے۔ کہ اسرائیلی سائنس دان کی موت پر ان لوگوں نے بھی یقین کیا ہے کہ وہ دل کا دورہ پڑنے سے مرا ہے۔ ورنہ وہاں سیکورٹی

کے انتظامات اور سخت کر دیئے جاتے۔

دوسری تشویش کی بات یہ ہے۔کہ اسرائیل کی حکومت یورینیم دینے والی ہے۔ اور ایک ماہ میں انڈیا ایٹم بم تیار کر لیگا"
کالے سانپ نے کہا۔

"میں نے ان سائنس دانوں کو یہی کہتے سنا ہے کہ وہ ایک ماہ میں ایٹم بم تیار کر لیں گے۔ صرف یورینیم کے آنے کی دیر ہے تا کہ بم کے فیوز میں اسے لگا دیا جائے"

حاتم طائی سوچ میں پڑ گیا۔ پھر بولا۔

"دوست! کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم اسرائیل سے آنے والے یورینیم کو لیبارٹری میں پہنچنے سے پہلے ہی ضائع کر دیں"
کالا سانپ کہنے لگا۔

"اس سے کیا فائدہ ہوگا؟ یہ لوگ دوسری بار پھر یورینیم منگوا لیں گے۔ ہمیں ہر بار ایک نیا منصوبہ بنانا پڑے گا"

حاتم طائی بے چینی سے کمرے میں ٹہلنے لگا۔

"پھر کیا کیا جائے۔ خدا کے لئے کچھ سوچو میری طاقت ابھی تک واپس نہیں آئی۔ کم بخت اسے بھی اس وقت ہی مجھ سے الگ ہونا تھا۔"

اچانک کالے سانپ کے دماغ میں ایک خیال بجلی کی طرح چمک گیا۔ اس نے کہا۔

"حاتم! ایک ترکیب میرے ذہن میں آئی ہے۔" "وہ کیا؟ خدا کے لئے جلدی بتاؤ۔

حاتم نے کہا۔

کالا سانپ کہنے لگا۔

"میرے پاس ایک خفیہ طاقت ہے۔ میں نے ابھی تک اس طاقت کا اظہار تمہارے سامنے نہیں کیا تھا۔"

حاتم بولا۔ "وہ کونسی طاقت ہے؟"

کالا سانپ بولا۔

"میں اگر دو راتیں دریا کنارے دلدل میں بیٹھ کر ایک خاص منتر کا چلہ کروں تو مجھ میں ایک خاص طاقت آ جائے گی جس کی مدد سے میں کسی آدمی کے چہرے

پر پھنکار مار کر اسے اپنی مرضی کے آدمی
کی شکل میں بدل سکتا ہوں۔"
حاتم طائی ملی جلی کیفیت کے ساتھ کالے سانپ
کا منہ تک رہا تھا۔
"یہ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ میں کچھ
سمجھا نہیں۔"
کالا سانپ کہنے لگا۔
"اگر میں چلّہ کاٹنے کے بعد تمہارے چہرے
پر پھونک ماروں تو میں تمہیں اس اسرائیلی
سائنس دان کی شکل میں تبدیل کر سکتا
ہوں۔ جس کو میں نے ہلاک کر دیا تھا۔"
حاتم نے کہا۔" مگر وہ تو مر چکا ہے۔"
سانپ کہنے لگا۔
"مگر اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ اس کی
شکل میری آنکھوں میں ہے۔ میں تمہیں اس
کی شکل میں بدل سکتا ہوں۔ تم ہو بہو اسرائیلی
سائنس دان بن جاؤ گے۔ پھر تم خفیہ
لیباٹری میں جا کر اپنا کام بڑی آسانی سے انجام
دے سکو گے۔"

حاتم بولا۔

"مگر میں کیا کہوں گا کہ زندہ کیسے ہو گیا۔
اور پھر قبر میں اسرائیلی سائنس دان کی لاش
بھی پڑی ہوگی۔ اگر کسی کو شک ہو گیا
اور اس نے قبر کھود کر لاش دیکھ لی تو
میرا سارا منصوبہ خاک میں مل جائے گا"

کالا سانپ کہنے لگا۔

"اسرائیلی سائنس دان کی لاش کو ہم کسی
دوسری جگہ لے جا کر دفن کر دیں گے۔ تم
اُسکے کپڑے پہن لینا اور بالوں میں مٹی لگا لینا
تم اپنا حُلیہ ایسا بنا کر جانا کہ معلوم ہو تم قبر
میں سے بڑی مشکل سے نکل کر آ رہے ہو"

حاتم طائی کے ذہن میں یہ ترکیب بالکل کھُل
کر سامنے آ گئی۔ اس نے کالے سانپ سے کہا۔

"سب سے پہلے اسرائیلی سائنس دان کی
لاش کا پتہ چلاؤ کہ وہ کون سی قبر میں
ہے۔ اس لئے ہم اس کی لاش وہاں
سے نکال کر کسی دوسری جگہ دفن کر
دیں گے۔ اور پھر تم چلتہ کاٹ کر مجھے

اس کی شکل میں بدل دینا۔ بڑی اچھی ترکیب ہے۔ مجھے یقین ہے کہ مجھ پر لیبارٹری میں کوئی شک نہیں کرے گا۔ اور ہم اپنے مشن میں کامیاب ہو جائیں گے مگر ایک بات ہے۔ مجھے تو سائنس کا کچھ پتہ نہیں۔ کسی کو شک پڑ گیا تو ؟"

کالا سانپ بولا۔

"اسرائیلی سائنس دان کی شکل میں آتے ہی تمہارے اندر اس کا علم بھی آ جائے گا۔"

حاتم خوشی سے اچھل پڑا۔

"بالکل ٹھیک ہے تم فوراً اسرائیلی سائنس دان کی قبر تلاش کرو۔"

کالا سانپ اسی وقت کمرے سے نکل گیا۔

حاتم طائی پھنس گیا

اسرائیلی سائنس دان کی خوشبو کالے سانپ کے ذہن میں تھی۔

وہ اسی خوشبو کے سراغ میں ہوٹل سے نکلنے کے بعد پولاش قصبے کے قبرستان کی طرف چلا۔ اتنا وہ جانتا تھا کہ اسرائیلی سائنس دان کی لاش کو بھی وہ لوگ پرانے کرسچین قبرستان میں ہی دفن کریں گے۔ کالا سانپ قصبے سے نکل کر رات کے اندھیرے میں قدیم قبرستان میں آ گیا۔ یہاں اسے اسرائیلی سائنس دان کی بو کہیں بھی محسوس نہ ہوئی۔ اس نے ایک ایک قبر دیکھ ڈالی مگر اسرائیلی سائنس دان کی لاش کسی قبر میں نہ ملی۔ سانپ نے پولاش پہاڑی کا رخ کیا۔ ابھی وہ قبرستان سے نکلا ہی تھا کہ اسے سامنے سے کچھ لوگ اندھیرے میں جنازے کا تابوت اٹھائے آتے نظر آئے۔ سانپ ایک طرف

ہٹ کر ان لوگوں کا انتظار کرنے لگا۔ جوں جوں جنازہ قریب آ رہا تھا سانپ کو اسرائیلی سائنس دان کے جسم کی بو آنے لگی۔ اسے بڑی خوشی ہوئی۔ یہ جنازہ اسرائیلی سائنس دان کا ہی ہو سکتا تھا۔ لوگ اس کے قریب سے گزر گئے انہوں نے ایک جگہ قبر کھودی اور تابوت کو اُس کے اندر دفن کر کے اوپر قبر بنا دی۔

جب لوگ چلے گئے تو کالا سانپ تازہ بنی ہوئی قبر پر آ گیا۔ اسے قبر کے اندر سے اسرائیلی سائنس دان کی بو آ رہی تھی۔ سانپ تازہ قبر کی مٹی میں گھس کر راستہ بناتا نیچے قبر میں آ گیا۔ پھر وہ تابوت میں داخل ہوا۔ اس نے دیکھا کہ تابوت کے اندر اُسی اسرائیلی سائنس دان کی لاش پڑی تھی جس کو کالے سانپ نے خود اپنے زہر سے ہلاک کیا تھا۔

کالے سانپ کو بے حد خوشی ہوئی۔ وہ قبرستان سے نکل کر سیدھا حاتم طائی کے پاس آیا اور اسے بتایا کہ اسرائیلی سائنس دان کی قبر مل گئی ہے۔ حاتم نے پوچھا۔

"کیا تو نے خود اپنی آنکھوں سے اسے دیکھا ہے؟"
کالے سانپ نے کہا۔
"ہاں حاتم! میں نے خود اسرائیلی سائنس دان کو دیکھا ہے۔ اب جتنی جلدی ہو سکے۔ مجھے دریا کی طرف جانے دو تاکہ میں دو دن تک وہاں چلہ کاٹ کر اپنے اندر وہ طاقت پیدا کروں کہ تمہیں اسرائیلی سائنس دان کی شکل میں تبدیل کر سکوں۔"
کالا سانپ وہاں سے سیدھا دریا کی طرف روانہ ہوا۔ دریا کے کنارے ایک جگہ دلدل میں بیٹھ کر سانپ نے پھن کھول دیا اور خاص منتر پڑھنا شروع کر دیا۔ حاتم طائی دوسری طرف اسکا انتظار کرتا رہا۔ کالا سانپ دو راتیں دریا کنارے بیٹھ کر چلہ کاٹتا رہا۔ آخر تیسرے دن صبح کے وقت جبکہ ابھی سورج نہیں نکلا تھا۔ کالا سانپ حاتم طائی کے پاس واپس آ گیا۔
حاتم طائی نے سانپ کو دیکھتے ہی کہا۔

"کیا تم نے چلّہ کاٹ لیا دوست ؟"
سانپ بولا ۔
"کیوں نہیں ۔ میں نے چلّہ کاٹ لیا ہے ۔ اب میرے ساتھ قبرستان چلو ۔"
حاتم طائی اسی وقت کالے سانپ کو ساتھ لے کر قدیم قبرستان میں آ گیا ۔ ابھی دن کی روشنی نہیں پھیلی تھی ۔ ایک قبر پر آ کر سانپ نے کہا "حاتم ! اس قبر کو کھود ڈالو ۔"
حاتم اپنے ساتھ پھاوڑا لیتا گیا تھا ۔ اس نے اسی وقت قبر کو کھود ڈالا ۔ تابوت کھولا ۔ اندر ایک ادھیڑ عمر آدمی کی لاش پڑی تھی ۔ سانپ نے کہا ۔
"حاتم ! یہی اسرائیلی سائنس دان کی لاش ہے ۔"
حاتم بولا ۔
"یہ بات ہے تو کیا مجھے اس کا ہم شکل بن کر باقی زندگی بسر کرنی ہو گی ؟"
سانپ نے کہا ۔
"نہیں ۔ تم صرف اس وقت تک اس کی شکل میں رہو گے ۔ جب تک اس کی ضرورت

ہوگی۔ اپنا مشن مکمل کرنے کے بعد میں تمہیں دوبارہ تمہاری شکل میں واپس لے آؤں گا۔"

حاتم کہنے لگا۔

"تو پھر جلدی کرو۔ کیا دیکھتے ہو۔"

سانپ نے اسرائیلی سائنس دان کے تابوت کا ایک چکر لگایا۔ پھر اسرائیلی سائنس دان کے ماتھے پر اپنا منہ رکھ دیا۔ ایک منٹ بعد اپنا منہ اٹھا کر وہ حاتم طائی کے پاس قبر سے باہر آ گیا۔ اور بولا

"حاتم! اسرائیلی سائنس دان بننے کے لئے تیار ہو جاؤ۔"

حاتم نے کہا "میں تیار ہوں۔"

کالے سانپ نے حاتم طائی کی طرف اپنا پھن اٹھایا اور پھر زور سے پھنکار اس کے منہ پر پھینکی حاتم طائی کو یوں لگا جیسے اس کے جسم میں کسی نے آگ بھر دی ہو۔ وہ اپنی جگہ سے اچھل کر نیچے گر پڑا اور بے ہوش ہو گیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد جب اسے ہوش آیا تو دن کی روشنی چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔ حاتم نے دیکھا کہ شکل، جسم اور لباس۔ سب کچھ بدل گیا ہے اور

وہ اسرائیلی سائنس دان بن چکا ہے۔ اس کا
لباس اور سر کے بال چہرہ۔ چہرے کا رنگ
اور آنکھیں اور آواز تک اسرائیلی سائنس دان کی
ہو گئی تھیں۔ اس نے اسرائیلی زبان میں سانپ
سے کہا۔

"تم نے کمال کر دیا دوست؛ میں تو ہو
بہو اسرائیلی سائنس دان کی شکل میں آ
گیا ہوں۔"

کالا سانپ بولا۔

"یہ میرے منتر کا کمال ہے حاتم۔ اب
جلدی سے اس اصلی اسرائیلی سائنس دان
کی لاش اس تابوت میں سے نکال کر
کسی دوسری قبر میں دفن کر دو۔ تاکہ اگر
کوئی تمہاری تلاش میں یہاں آئے تو
خالی تابوت دیکھ کر اسے یقین ہو جائے
کہ تم ہی اصلی اسرائیلی جاسوس ہو۔"

حاتم طائی نے قبر میں اتر کر تابوت میں سے
اسرائیلی کی لاش کو اٹھایا اور قبرستان کے دوسرے
کونے میں لے جا کر ایک پرانی قبر کے گڑھے

میں دفن کر کے اوپر ریت اور پتھر ڈال کر قبر کو بالکل بند کر دیا۔
کالے سانپ نے کہا۔
"اب اپنی قبر کے تابوت کو تم اسی طرح کھلا رہنے دو تاکہ خفیہ ایٹمی لیبارٹری کے لوگوں کو یقین ہو جائے کہ تم قبر کھول کر نکلے ہو۔ اتنا ضرور کرو کہ اپنے بالوں اور کپڑوں پر تھوڑی تھوڑی قبر کی مٹی لگا لو۔"
حاتم طائی نے ایسا ہی کیا اور اپنے سر کے بالوں اور کپڑوں پر قبر کی مٹی لگا دی۔ کالا سانپ کہنے لگا
"کیا تمہاری یادداشت بھی اسرائیلی سائنس دان کی یادداشت بن چکی ہے؟"
حاتم بولا۔
"ہاں! کیوں نہیں۔ مجھے سب کچھ یاد آ رہا ہے کہ میں پولاش کے قصبے میں کس جگہ رہتا ہوں۔ اور میری بیوی اسرائیل میں رہتی ہے اور میرا شناختی کارڈ اور دوسری چیزیں میرے دریا کنارے والے پرانے مکان کی

الماری میں پڑے ہیں۔"
کالا سانپ بولا۔
"بس اب تم اپنے مشن کو اچھی طرح پورا کر سکو گے۔ اب یہاں سے سیدھے پولاش پہاڑی کی طرف جاؤ اور تمہیں جو کچھ کرنا ہے تم جانتے ہو۔ میں تمہیں اسی قبرستان میں عمارہ کی قبر میں ملوں گا۔ میں وہیں رہنا شروع کر دوں گا۔ اگر کسی بھی وقت میری ضرورت پڑے تو عمارہ کی قبر پر آ جانا۔ مجھے تمہارے جسم کی بو آ جائے گی اور میں قبر سے باہر نکل آؤں گا۔"

حاتم طائی نے کالے سانپ کا شکریہ ادا کیا اور طلوع ہوتے سورج کی روشنی میں پولاش کی پہاڑی کی طرف چلا۔ پہاڑی پر پہنچا تو آگے ویران شہر کے کھنڈر میں داخل ہوتے ہی پہلے پہرے دار نے اسرائیلی سائنس دان کو دیکھا تو ڈر کر وہیں بیہوش ہو گیا کہ اسے تو دو دن پہلے قبر میں دفن کیا گیا تھا یہ کیسے زندہ ہو کر آ گیا۔

حاتم طائی تنگ راستے میں سے ہوتا ہوا لوہے کے دروازے پر آیا۔ وہاں دو اسرائیلی فوجی پہرہ دے رہے تھے۔ انہوں نے جب اپنے سائنس دان جاکوب کو دیکھا تو سکتے میں آ گئے۔ کیونکہ یہ اسرائیلی سائنس دان تو مر گیا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ بھی بے ہوش ہو کر گر پڑتے اور حاتم کے لئے کوئی دروازہ نہ کھولتا۔ حاتم نے آگے بڑھ کر کہا۔

"دوستو! گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں مجھے غلطی سے قبر میں دفن کر دیا گیا تھا۔ مجھے سکتہ ہو گیا تھا۔ یہ لوگ سمجھے کہ میں مر گیا ہوں۔ چنانچہ اب میں بڑی مشکل سے اپنی قبر سے نکل آ گیا ہوں۔ کیونکہ کل رات ہی قبر میں مجھے ہوش آ گیا تھا۔"

اسرائیلی فوجی سمجھ گئے کہ اسرائیلی سائنس دان جاکوب ٹھیک ہی کہتا ہے۔ کیونکہ وہ اسرائیلی جاکوب ہی تھا۔ اور پھر اس کے بالوں میں مٹی پھنسی تھی۔ اور کپڑوں پر بھی قبر کی مٹی لگی تھی۔

اس نے فوراً لوہے کا آدھا دروازہ کھول دیا اوپر سے نیلی روشنی کی لائٹ پڑنے لگی۔ حاتم اسرائیلی سائنس دان کی شکل میں دروازے میں سے گزر گیا۔ لیباٹری میں جس کسی نے بھی اسے دیکھا وہ چیخ مار کر بھاگ گیا۔ حاتم دوسری سرنگ میں اپنے چیف سائنس دان کے پاس آ گیا۔ چیف اپنے کمرے میں ایک فارمولے کو دیکھ رہا تھا۔ انڈین سائنس دان داس بھی اس کے پاس ہی تھا جونہی ان کی نگاہ اپنے مردہ ساتھی جاکوب پر پڑی۔ تو ان کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔ حاتم نے جلدی سے کہا۔

"چیف! پریشان ہونے یا گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ میں جاکوب ہی ہوں۔ دراصل مجھے دل کا دورہ نہیں پڑا تھا۔ مجھ پر سکتہ طاری ہو گیا تھا۔ ایسا ایک بار اپنے وطن میں پہلے بھی میرے ساتھ ہوا تھا آپ لوگ سمجھے کہ میں مر گیا ہوں اور آپ نے مجھے قبر میں دبا دیا۔ کل رات میری آنکھ کھل گئی۔ میں ہوش میں آ گیا

کیا دیکھتا ہوں کہ اندھیرے میں پڑا ہوں
بہت جلد مجھے محسوس ہو گیا کہ مجھے غلطی
سے مردہ سمجھ کر دفن کر دیا گیا ہے میں
نے باہر نکلنے کی کوشش شروع کر دی۔
قبر کی مٹی ابھی نرم تھی اس وجہ سے
میں قبر سے نکل آیا۔"

چیف نے حاتم کو گلے لگا لیا۔ داس نے بھی
اسے گلے لگایا۔ وہ سب اسے اپنا اسرائیلی ساتھی
سائنس دان ہی سمجھ رہے تھے۔ اس کی شکل،
لباس آواز عمر جسم سب کچھ اسرائیلی سائنس دان
جاکوب ہی کا تھا۔ پھر بھلا وہ کیسے اسے جاکوب
نہ سمجھتے۔ چیف نے کہا۔

"مسٹر جاکوب! ہمیں بڑی خوشی ہوئی ہے
کہ تم ایک بار پھر زندہ ہو کر ہمارے
ساتھ کام کرنے کے لئے آ گئے ہو۔ ہمیں
واقعی تمہاری موت کی وجہ سے سخت نقصان
پہنچا تھا۔"

حاتم بولا۔

"میں مرا کب تھا چیف! وہ تو آپ نے

مجھے مردہ سمجھ کر قبر میں بند کر دیا تھا "
انڈین سائنس دان داس بولا۔
" یہ ہماری غلطی تھی مگر بھگوان کا شکر
ہے کہ تم زندہ قبر سے نکل کر واپس
آ گئے۔ چلو اب ہم اپنے ایٹمی پراجیکٹ
پر کام شروع کرتے ہیں "
انڈین سائنس دان داس نے حاتم کو جاکوب
سمجھ کر ساتھ لیا اور اپنی لیباٹری میں آ گیا حاتم
کے دماغ میں اسرائیلی سائنس دان کی شکل میں
آتے ہی اس کا سارا علم بھی آ گیا تھا۔ چنانچہ
وہ ایٹمی فارمولے پر بڑی روانی سے کام کرنے لگا۔
دوسری طرف لیباٹری کے چیف سائنس دان
نے اپنے خاص جاسوس کو بلایا اور کہا۔
" قبرستان میں جا کر جاکوب کی قبر کو دیکھو
کہ کہا واقعی اس کا تابوت خالی ہے "
برازیلی جاسوس اسی وقت لیباٹری کی سرنگ سے نکل
کر قبرستان میں آ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ اسرائیلی
سائنس دان جاکوب کو کہاں دفن کیا گیا ہے۔
جنازے میں وہ بھی رات کو شامل تھا۔۔ وہ جاکوب

کی قبر پر آیا تو دیکھا کہ واقعی قبر کھلی تھی تابوت بھی کھلا پڑا تھا ۔ اس نے واپس آ کر چیف سے کہا۔

"چیف ! میں دیکھ آیا ہوں ۔ جاکوب کی کی قبر اور تابوت خالی پڑا ہے"

چیف کو یقین ہو گیا کہ یہ شخص ان کا ساتھی اسرائیلی سائنس دان جاکوب ہے ۔ حاتم طائی نے اس ایٹمی لیباٹری میں جاکوب کی حیثیت سے کام شروع کر دیا ۔ اسرائیلی سائنس دان کے علم کی وجہ سے اسے معلوم ہوا کہ انڈیا کے لئے ایٹم بم بالکل تیار ہو چکا ہے ۔ صرف اس کے فیوز میں بھرتی کرنے کے لئے اسرائیل سے یورینیم کا لانا ہی باقی رہ گیا ہے ۔ کالے سانپ کی بات سچی نکلی تھی ۔ اسے یہ بھی پتہ چل گیا کہ دوسری سرنگ کے نیچے جو ایٹمی بھٹی لگی ہے اگر اس کے نیچے بھاری پانی والے چھوٹے ٹینک میں ٹائم بم لگا دیا جائے تو اس کے پھٹنے سے یہ ساری کی ساری لیباٹری ایٹم بم کی طرح پھٹ کر تباہ ہو جائے گی ۔ اور پھر نہ کوئی ایٹم بم رہے

گا اور نہ ایٹم بم کا فارمولا اور نہ اس کے بنانے والے ہی زندہ بچ سکیں گے۔

حاتم طائی نے وہیں ایٹمی لیباٹری کے اندر ہی چھوٹے سے مگر بے حد طاقتور ٹائم بم کی تیاری شروع کر دی۔

تین دن کی کوشش سے حاتم نے انسانی انگوٹھے کے سائز جتنا ایک نہایت طاقتور ٹائم بم تیار کر لیا اب اسے ایٹمی بھٹی کے نیچے ٹینک میں لگانا باقی تھا۔ وہاں کوئی غیر آدمی نہیں جا سکتا تھا مگر حاتم جا سکتا تھا۔ کیونکہ وہ اسرائیلی سائنس دان جاکوب کی شکل میں تھا۔ ایک دن اس نے ٹائم بم جیب میں ڈالا اور لفٹ کی مدد سے نیچے ایٹمی بھٹی میں آ گیا۔ اس نے ایٹمی تابکاری سے بچنے کے لئے خاص قسم کا لباس اور ماسک پہن رکھا تھا۔ ایٹمی بھٹی میں دو اسرائیلی سائنس دان اسی طرح کا لباس اور ماسک پہنے کام کر رہے تھے۔ انہوں نے ماسک کے شیشے میں سے جاکوب کو پہچان لیا کہ یہ ان کا اپنا ہی سائنس دان ہے۔

لیکن ایٹمی بھٹی کے نیچے ٹینک میں ٹائم بم

اسی وقت لگایا جا سکتا تھا جب وہاں حاتم کے سوا اور کوئی نہ ہو۔ اس روز حاتم کو موقع نہ ملا۔ اس نے سوچا کہ کل شام کو کوشش کروں گا کیونکہ شام کو ایٹمی بھٹی میں کوئی نہیں ہوتا۔

دوسرے دن وہ لیباٹری میں آیا۔ اس نے انڈین سائنس دان کے ساتھ کام شروع کر دیا مسٹر داس نے اسے بتایا کہ اسرائیل سے یورنیم ایک خاص ہوائی جہاز میں برازیل کے ہوائی اڈے پر پہنچنے ہی والا ہے۔ جہاں سے وہ خاص قسم کے ہیلی کاپٹر میں یہاں لیباٹری تک پہنچا دیا جائے گا۔ حاتم نے دل میں کہا۔ اب اسے ٹائم بم ہر حالت لگا دینا چاہیئے۔ اوپر سے بولا۔

"یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے۔ اب تم پاکستان پر حملہ کرنے کی پوزیشن میں ہو"

ہندوستانی سائنس دان داس بولا۔

"ابھی نہیں مسٹر جاکوب۔ ذرا ہمیں ایٹم بم بمبئی اپنے شہر لے جانے دو۔ اس کے بعد پاکستان کو مزا چکھا دیں گے"

حاتم نے دل میں کہا۔

"تم اپنی خیر مناؤ۔ تم پاکستان کو مزا چکھانے والے کون ہو"

اتنے میں انڈین سائنس دان داس کی نظر اچانک جاکوب یعنی حاتم کی گردن پر پڑ گئی۔ حاتم نے کوٹ اتار رکھا تھا۔ ہندوستانی سائنس دان یہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ کہ اسرائیلی سائنس دان کی گردن کے نیچے چاند گرہن کا ایک گول داغ ہوتا تھا وہ اب نہیں ہے۔ اس نے حیرانی سے پوچھا۔

"مسٹر جاکوب! یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں تمہاری گردن کے نیچے جو چاند گرہن کا داغ تھا وہ کہاں چلا گیا؟ کیا اسے قبر میں ہی چھوڑ آئے ہو"

حاتم ذرا سا چونکا۔ کالے سانپ کے چلّے میں کوئی کمی رہ گئی تھی جو اصلی اسرائیلی سائنس دان کی گردن کا داغ حاتم کی گردن پر نہیں آیا تھا۔ اس نے مسکرا کر کہا۔

"ارے ہاں! تم ٹھیک کہتے ہو مسٹر داس! یہ نشان شاید قبر میں جانے سے مٹ گیا ہے"

حاتم کا خیال تھا کہ بات مذاق ہی میں ٹل گئی

ہو گی ۔ مگر انڈین سائنس دان نے یہ بات تھوڑی دیر بعد اپنے چیف کو جا کر بتا دی ۔ چیف کو پہلے ہی کچھ شک تھا کہ مردہ زندہ نہیں ہو سکتا ۔ اس نے کہا ۔

"مسٹر داس ! تم اپنی زبان بند رکھو ۔ میں اس کی تحقیق کروں گا"

چیف نے فوراً اپنے خاص برازیلی جاسوس کو بلایا اور کہا ۔

"ابھی میرے ساتھ قبرستان چلو"

وہ ایک خفیہ راستے سے نکل کر جیپ میں سوار ہو کر پولاش کے قدیم قبرستان میں آ گئے برازیلی جاسوس نے پوچھا ۔

"چیف ! کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ یہاں آنے کی اچانک کیا ضرورت پڑ گئی ؟"

چیف نے ٹھوڑی کو ناخن سے کریدتے ہوئے کہا ۔

"مجھے یقین ہو گیا ہے کہ یہ شخص جو قبر سے زندہ ہونے کا بہانہ بنا کر ہمارے پاس جاکوب کی شکل میں آیا ہے یہ کوئی دشمن کا جاسوس ہے جس

نے کسی جادو کی مدد سے اسرائیلی سائنس دان جاکوب کی شکل اختیار کر لی ہے"
برازیلی جاسوس نے کہا۔

"چیف! اگر یہ بات ہے تو پھر مسٹر جاکوب کی اصلی لاش کہاں ہے؟"

"اسی کو تلاش کرنے میں قبرستان میں آیا ہوں۔ اس کو تلاش کرو۔ وہ ضرور کسی قبر میں دبا دی گئی ہے اور اس کی قبر کو خالی رہنے دیا ہے"

برازیلی جاسوس نے قبروں کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ وہاں قبر میں کون سی زیادہ تھیں۔ تھوڑی ہی دیر میں اس نے ایک قبر کی سل پیچھے ہٹائی تو اس کے اندر اسے اصلی سائنس دان جاکوب کی لاش مل گئی۔ اس نے چیخ کر چیف سے کہا۔

"چیف یہاں آئیں جلدی۔ لاش مل گئی ہے"

چیف بھاگ کر قبر پر پہنچا۔ یہ دیکھ کر وہ دنگ رہ گیا کہ قبر کے اندر اصلی اسرائیلی سائنس دان جاکوب کی لاش پڑی تھی۔ چیف کا چہرہ غصے سے

لال ہو گیا۔

"وہ کم بخت ہمیں دھوکہ دے رہا ہے وہ جاکوب نہیں ہے۔ وہ یقیناً پاکستانی جاسوس ہے"

برازیلی جاسوس نے کہا۔

"سر! میں ابھی جاتے ہی اسے گولی سے اڑا دیتا ہوں"

چیف کچھ سوچتے ہوئے بولا۔

"نہیں۔ ابھی نہیں۔ ہم جب اور جس وقت چاہیں اسے گولی سے اڑا سکتے ہیں وہ ہمارے پاس ہی ہے۔ مگر ہم سب سے پہلے اس سے پوچھ گچھ کریں گے۔ کہ یہاں اس کے دوسرے ساتھی کہاں ہیں تاکہ ہم ان کو بھی پکڑ کر ختم کر سکیں میرے ساتھ آؤ۔ اور سنو۔ اس پاکستانی جاسوس کی کوٹھی کا بھی محاصرہ کر لو۔ اور اس کی نگرانی کرو کہ اسے کون کون ملنے آتا ہے"

"او کے سر!" جاسوس نے کہا۔

چیف نے جاسوس کو ساتھ لیا اور واپس خفیہ ایٹمی لیباٹری میں آ گیا۔ چیف نے ابھی تک لیباٹری میں کسی کو نہ بتایا کہ اسرائیلی سائنس دان جاکوب نقلی ہے اور پاکستان کا جاسوس ہے۔ اس نے لیباٹری میں بھی اس کے پیچھے دو جاسوس لگا دیئے کہ وہ کوئی خطرناک قدم نہ اٹھا سکے۔

حاتم طائی اس سے بے خبر تھا کہ اس کا راز فاش ہو چکا ہے۔ اس نے رات کو لیباٹری سے واپس جانے سے پہلے دوسری سرنگ کے نیچے ایٹمی بھٹی کے ٹینک میں ٹائم بم لگانے کی ایک اور کوشش کی مگر ناکام رہا۔ کیونکہ وہاں چیف کے حکم سے دو پہرے دار لگا دیئے گئے تھے۔ حاتم نے سوچا کہ کل شام پھر کوشش کرے گا۔ وہ واپس اپنی کوٹھی کی طرف چل پڑا۔ اسی چھوٹی سی کوٹھی میں اصلی اسرائیلی سائنس دان جاکوب رہتا تھا۔ کوٹھی میں صرف ایک کمرہ تھا جہاں ایک پلنگ لگا تھا۔ حاتم طائی پولاش پہاڑی سے پیدل ہی اپنی کوٹھی میں آیا۔

راستے میں اس نے محسوس کیا کہ کوئی اس کا

تعاقب کر رہا ہے۔ پہلے تو اس نے اُسے اپنا وہم سمجھا مگر جب اپنی کوٹھی میں داخل ہونے سے پہلے اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ایک انسانی سایہ تیزی سے دوسری طرف ہو گیا۔ حاتم کا ماتھا ٹھنکا۔ اس کے پیچھے جاسوس کیوں لگایا گیا ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ چیف کو پتہ چل گیا ہے کہ وہ اسرائیلی سائنس دان نہیں ہے؟ حاتم طائی یہی سوچتا اپنے کمرے میں آ گیا۔ اس نے دروازہ اندر سے بند کر لیا۔ اور پلنگ پر لیٹ کر سوچنے لگا کہ اگر چیف پر اس کا راز فاش ہو گیا ہے تو یہ بات اس کے مشن کے راستے میں بہت بڑی رکاوٹ ثابت ہو سکتا ہے۔

اس نے اپنے کان کو چھوا۔ اس کی طاقت ابھی تک واپس نہیں آئی تھی۔ اس کا اسے سخت افسوس تھا۔ اس نے کمرے کی بتی بجھا دی اور کھڑکی کے ساتھ لگ کر باہر دیکھنے لگا۔ اندھیرے میں باغیچے میں کوئی انسان نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس نے کھڑکی بند کر دی۔

حاتم طائی پلنگ پر لیٹ گیا۔ آدھی رات کے وقت اسے کھڑکی کے باہر باغیچے میں کچھ کھڑاک سنائی دیا۔ اس نے جلدی سے اٹھ کر کھڑکی میں سے باہر جھانک کر دیکھا۔ آسمان پر آدھا چاند نکلا ہوا تھا۔ اس کی زرد چاندنی پھیلی ہوئی تھی۔ اس زرد ہلکی چاندنی میں حاتم طائی نے ایک آدمی کو درختوں میں آہستہ آہستہ چلتے دیکھا۔ حاتم طائی تو اندھیرے میں بھی دیکھ سکتا تھا۔ چاندنی میں یہ آدمی اسے صاف نظر آ رہا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ چیف کے حکم سے اس کی نگرانی کی جا رہی ہے۔

اس نے کالے سانپ سے مشورہ کرنے کا فیصلہ کر لیا اور اسی وقت کوٹھی کے پچھلے دروازے سے نکل کر پرانے قبرستان کی طرف چل پڑا۔ پرانے قبرستان کی فضا چاندنی میں اور زیادہ ڈراؤنی معلوم ہو رہی تھی۔ حاتم اس قبر کے پاس آ گیا جہاں کالا سانپ رہتا تھا۔ وہ کالے سانپ کو آواز دینے ہی لگا تھا کہ قبر میں سے سانپ باہر نکل آیا۔ اس نے کہا۔

"حاتم! میں نے تمہاری بو سونگھ لی تھی

تم آدھی رات کو آئے ہو۔ خیریت تو ہے؟"
حاتم طائی نے اسے بتایا کہ لگتا ہے۔ میرا راز فاش ہو گیا ہے۔ کیونکہ ایک جاسوس میرا پیچھا کر رہا ہے۔ وہ اس وقت بھی میری کوٹھی کے باہر نگرانی کر رہا ہے۔ کالے سانپ نے کہا۔
"یہ اچھا نہیں ہوا۔ لیکن فکر نہ کرو۔ میں اسے ابھی چل کر ختم کر دیتا ہوں۔ تمہارے پیچھے جو جاسوس لگایا جائے گا زندہ نہیں بچے گا۔ تم اپنی کوٹھی میں جاؤ۔ میں اس جاسوس کی خبر لیتا ہوں۔"
حاتم واپس اپنی کوٹھی کی طرف چلا گیا۔ کالا سانپ دوسری طرف سے ہو کر حاتم کی کوٹھی کے سامنے والے حصے کی طرف درختوں میں نکل آیا۔ اس نے ایک آدمی کو دیکھا جو ایک درخت کے پیچھے چھپ کر حاتم طائی کے کمرے کی کھڑکی کو تک رہا تھا۔ کالے سانپ نے اس کے بالکل قریب آ کر زور سے پھنکار ماری۔

ایٹمی دھماکہ

برازیلی جاسوس گھبرا کر پیچھے ہٹا۔
اس نے دیکھا کہ ایک کالا سانپ پھن اٹھائے
اس پر آنکھیں جمائے جھوم جھوم کر پھنکار رہا ہے
جاسوس پر دہشت چھا گئی۔ وہ ایک دم سے
بھاگا۔ کالا سانپ اس کے پیچھے دوڑا۔ حاتم طائی
کھڑکی میں سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا ابھی
جاسوس کچے راستے پر آیا ہی تھا کہ کالے سانپ
نے پیچھے سے ایک چھلانگ لگائی اور جاسوس
کی گردن سے لپٹ گیا۔ جاسوس نے دونوں
ہاتھوں سے سانپ کو گردن سے جھٹکنے کی کوشش
کی مگر کالا سانپ اسے کیسے چھوڑ سکتا تھا۔
سانپ نے اس کے منہ کے پاس اپنا پھن
لا کر زہریلی پھنکار ماری۔
زہریلی پھوار جاسوس کے چہرے پر پڑی اور

وہ وہیں پتھر بن کر گر پڑا اور مر گیا۔ کالا سانپ اس کی گردن سے اترا۔ اور حاتم طائی کے کمرے میں آ گیا۔ حاتم نے پوچھا "کیا ہوا؟" کالے سانپ نے کہا "وہی جو ہوا کرتا ہے۔ پولاش کی پہاڑی کے راستے میں تمہاری نگرانی کرنے والے جاسوس کی لاش پڑی ہے" حاتم طائی بولا۔

"میرا خیال ہے کہ چیف میرے پیچھے دوسرا جاسوس لگا دے گا"

کالے سانپ نے کہا۔

"تم ٹائم بم لگا کر اس ایمٹی لیباٹری کو کب تباہ کر رہے ہو؟"

حاتم طائی بولا۔

"جہاں میں نے ٹائم بم لگانا ہے۔ وہاں ہر وقت دو پہرے دار موجود رہتے ہیں۔ جب تک وہ وہاں ہیں میں ٹائم بم نہیں لگا سکتا"

کالے سانپ نے کہا۔

"تو پھر ایسا کرو کہ مجھے اپنی جیب میں ڈال کر لیباٹری میں ساتھ لے چلو۔ میں

تمہارا راستہ صاف کر دوں گا۔"
حاتم طائی کو یہ تجویز پسند آئی۔ اس نے کہا۔
"تم نے اچھی ترکیب بتائی ہے۔ کل صبح
تم میرے ساتھ خفیہ لیباٹری میں چلنا۔"
کالے سانپ نے وہ رات حاتم طائی کے مکان پر
ہی بسر کی۔ دوسرے دن وہ حاتم کے ساتھ پولاشش
پہاڑی کی خفیہ لیباٹری کی طرف چلا۔ حاتم نے سانپ
کو اپنی اندرونی جیب میں چھپا رکھا تھا۔ لیباٹری کے آہنی
دروازے پر نیلی روشنی نے اس کی سکریننگ کی مگر سکرین
پر پہرے داروں کو سانپ نظر نہ آ سکا۔ حاتم نے خدا
کا شکر ادا کیا۔
حاتم سانپ کو لے کر دوسری سرنگ میں اپنے
کمرے میں لے آیا۔ انڈین سائنس دان داس پہلے
وہاں کام کر رہا تھا۔ اسے بھی حاتم پر تھوڑا سا
شک تھا مگر چیف نے اسے پوری طرح سے
کچھ نہیں بتایا تھا۔ حاتم طائی بھی اپنے کام میں
لگ گیا۔ سانپ اس کی جیب میں ہی تھا۔ سارا دن
سانپ حاتم طائی کے پاس ہی رہا۔ شام کو حاتم
دوسری سُرنگ کے نیچے ایٹمی بھٹی میں آ گیا۔ یہاں

اسی طرح دو پہرے دار نگرانی کر رہے تھے۔ ایک پہریدار نے حاتم سے پوچھا "کہ اسے کیا کام ہے؟"

حاتم نے کہا۔

"میں سائنس دان ہوں اور حکومت کی طرف سے یہاں ایک ذمے دار سائنس دان کی ڈیوٹی ادا کر رہا ہوں۔ تم مجھے یہ پوچھنے والے کون ہوتے ہو کہ میں یہاں کیوں آیا ہوں؟"

پہرے دار نے کہا۔

"سر! آپ بے شک یہاں آئیں مگر آپ کو یہاں کسی مشین کو ہاتھ لگانے کی اجازت نہیں ہے۔"

حاتم طائی جانتا تھا کہ یہ سب کچھ چیف کے حکم سے ہو رہا ہے۔ اس نے پوچھا۔

"یہ تم کس کے حکم سے کہہ رہے ہو؟"

دوسرے پہرے دار نے کہا۔

"یہ ہم نہیں بتا سکتے۔ لیکن ہمیں جو حکم ملا ہے ہم وہی کر رہے ہیں۔"

حاتم نے سوچا کہ اب انہیں راستے سے ہٹانا

ضروری ہو گیا ہے۔ ورنہ وہ اپنے مشن میں بھی کامیاب نہیں ہو سکے گا۔ وہ ایٹمی بھٹی والے کمرے سے باہر آ گیا۔ باہر باتھ روم تھا۔ حاتم باتھ روم میں گھس گیا۔ اس نے جیب سے کالا سانپ نکال کر اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا اور بولا "تم نے سُن لیا ہوگا کہ پہرے دار کیا کہہ رہا تھا" کالے سانپ نے کہا۔

"تم مجھے چھوڑ دو۔ میں ابھی انہیں ٹھکانے لگاتا ہوں"

حاتم طائی نے سانپ کو فرش پر چھوڑ دیا سانپ تیزی سے رینگتا ہوا ایٹمی کمرے میں چلا گیا دونوں پہرے دار ایٹمی بھٹی کے دروازے کے پاس کھڑے باتیں کر رہے تھے۔ کالے سانپ پر نظر پڑتے ہی وہ اس کو کچلنے ہی لگے تھے کہ کالے سانپ نے منہ سے پھنکار مار کر ایک ہی وقت میں دونوں پر زہریلی پھوار پھینک دی۔ پھوار کے چہرے پر پڑتے ہی دونوں پہرے دار پتھر کی طرح سخت ہو کر نیچے گر پڑے۔ ان کی گرنے کی آواز سنتے ہی حاتم طائی تیزی سے اندر چلا آیا۔

دیکھا کہ دونوں پہرے دار فرش پر مردہ پڑے تھے۔ حاتم نے جلدی سے جیب میں سے ٹائم بم نکالا اور ایٹمی بھٹی کے نیچے بنے ہوئے چھوٹے ٹینک میں اتر گیا۔ اس نے ٹائم بم کو ٹینک کے اوپر ایٹمی بھٹی پر اس جگہ لگا دیا جہاں یورینیم کی دو سلاخیں لگی ہوئی تھیں۔ ٹائم بم لگانے کے فوراً بعد حاتم باہر نکلا اور کالے سانپ کو مخاطب ہو کر بولا۔

"دوست! میں نے ٹائم بم لگا دیا ہے یہ بم بارہ گھنٹے کے بعد پھٹ کر اس ساری پہاڑی کے پرخچے اڑا دے گا۔ اور اس کے ساتھ ہی پاکستان کے خلاف انڈیا کے ناپاک عزائم بھی خاک میں مل جائیں گے"

کالا سانپ بولا۔

"بارہ گھنٹے کیوں۔ تم اسے ابھی کیوں نہیں چلا دیتے ہو"

حاتم نے کہا۔

"میں ایسا نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس طاقتور ترین ٹائم بم کا ایک چکر بارہ گھنٹوں میں

ہی پورا ہوتا ہے۔ اس لئے ہمیں بارہ گھنٹے انتظار کرنا ہی ہوگا۔"

سانپ بولا۔

"یہاں دو لاشیں پڑی ہیں۔ ظاہر ہے یہ باڑی ہیں سب کو پتہ چل جائے گا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ ایٹمی بھٹی کی چیکنگ کرنے لگیں۔ اگر انہوں ایسا کیا تو ٹائم بم کا پتہ چل جائے گا۔"

حاتم طائی نے مسکرا کر کہا۔

"میں نے پورا انتظام کر دیا ہے۔ ٹائم بم کو میں نے ایک خاص پاکٹ کے اندر لگا یا ہے۔ اور اس پر ٹیپ چڑھا دی ہے ادھر کسی کا خیال نہیں جائے گا۔ پھر بھی میں چاہتا ہوں کہ تم یہاں چھپ کر نگرانی کرو اگر کوئی انجنیئر یا سائنس دان ایٹمی بھٹی کے نیچے ٹینک میں اترنے لگے تو اسے وہیں ہلاک کر ڈالو۔ میں اوپر جا رہا ہوں۔"

حاتم طائی جلدی سے اپنے کمرے میں آ کر کام میں مصروف ہو گیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد ایک ملازم

گھبرایا ہوا آیا اور بولا۔

"حاکوب سر! آپ کو چیف نے بلایا ہے۔"

حاتم سمجھ گیا کہ اسے کیوں بلایا گیا ہے۔ وہ چیف کے کمرے میں پہنچا تو وہاں پہلے سے چار گارڈ کھڑے تھے۔ جنہوں نے سٹین گنیں اٹھا رکھی تھیں۔ چیف نے حاتم کو دیکھتے ہی گارڈز کو حکم دیا۔

"اسے گرفتار کر لو۔"

گارڈز نے فوراً حاتم طائی کو ہتھکڑی لگا دی۔ حاتم جانتا تھا۔ کہ اسے کیوں پکڑا جا رہا ہے۔ پھر بھی اس نے انجان بنتے ہوئے پوچھا۔

"چیف! کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ مجھے کس جرم میں گرفتار کیا جا رہا ہے؟"

چیف نے کہا۔

"تمہیں سب کچھ بتا دیا جائے گا۔"

گارڈز حاتم طائی کو گرفتار کر کے سرنگ کے ایک تنگ و تاریک تہہ خانے میں لے آئے اور اسے آہنی سلاخوں کے پیچھے بند کر دیا۔ حاتم طائی خاموشی سے بیٹھ گیا۔ اس کے اندر اتنی طاقت تھی وہ جس وقت چاہے سلاخوں کو توڑ کر وہاں سے نکل سکتا

تھا۔ مگر وہ جانتا تھا کہ اس دوست کالا سانپ بھی اسی لیبارٹری میں ہے۔ وہ اسے اپنے ساتھ لے جانا چاہتا تھا۔

اتنے میں چیف اندر آ گیا اس کے ساتھ دو مسلح گارڈ تھے۔ اس نے حاتم سے آتے ہی کہا۔

"تمہارا بھید کھل چکا ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ تم جاکوب نہیں ہو بلکہ کسی طلسم کے اثر سے اس کی شکل بنائے ہوئے ہو۔ تم پاکستانی جاسوس ہو۔ اگر تم ہمیں یہ بتا دو کہ تمہارے دوسرے پاکستانی جاسوس ساتھی کہاں کہاں ہیں۔ تو ہم تمہیں آزاد کر کے برازیل سے باہر بھیج دیں گے۔"

حاتم طائی نے کہا۔

"چیف! تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ میں اسرائیلی سائنس دان جاکوب نہیں ہوں۔"

چیف نے کہا۔

"اس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ ہمیں اصلی سائنس دان جاکوب کی لاش مل گئی ہے۔ جسے تم نے پرانے قبرستان کی ایک شکستہ

قبر میں چھپا دیا تھا۔"
اب حاتم پر بھی سارا بھید کھل گیا کہ چیف کو اس پر کیوں شک پڑا تھا - اس نے کہا۔
"چیف! تم مجھ پر الزام لگا رہے ہو۔ میں اصلی جاکوب ہی ہوں - لاش نقلی ہوگی"
چیف نے پستول نکال لیا اور بولا۔
"اگر تم نے یہ نہ بتایا کہ تمہارے ساتھی پاکستانی جاسوس یہاں کہاں ہیں اور تمہیں کس نے یہاں بھیجا ہے۔ تو میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا"
حاتم طائی ابھی کچھ گڑ بڑ نہیں کرنا چاہتا تھا - کیونکہ کالا سانپ وہیں تھا۔ اس نے کہا۔
"چیف! مجھے آج رات سوچنے کا موقع دو - کل ہو سکتا ہے میں تمہیں وہ تمام باتیں بتا دوں جو تم معلوم کرنا چاہتے ہو"
چیف بڑا خوش ہو گیا - کہ اس پاکستانی جاسوس نے اعتراف کر لیا ہے۔ اس نے پستول جیب میں رکھی اور گارڈ کے ساتھ کوٹھڑی سے نکل گیا۔
کوٹھڑی کے سلاخ دار دروازے کو باہر سے تالا لگا

دیا گیا ۔ اس نے جاتے ہی کالا سانپ اندھیرے سے نکل کر اندر آ گیا ۔

حاتم نے کہا ۔

"تمہیں یہاں نہیں آنا چاہیئے تھا ۔ میں نے تمہاری ڈیوٹی ایٹمی بھٹی میں لگائی تھی"

کالا سانپ بولا ۔

"وہاں سب کچھ ٹھیک ہے ۔ یہ لوگ پہرے داروں کی لاشیں اٹھا کر لے گئے ہیں اور انہوں نے وہاں کوئی تلاشی نہیں لی ۔ بلکہ ایٹمی بھٹی کے کمرے کو بند کر کے باہر تالا ڈال دیا ہے"

حاتم طائی کو کسی قدر اطمینان ہو گیا ۔ اس نے کہا ۔

"تمہارا کیا خیال ہے اب ہمیں یہاں سے نکل چلنا چاہیئے ؟"

کالا سانپ بولا ۔

"تمہارے حساب سے ٹائم بم آج رات دس بجے پھٹ پڑے گا ۔ اور یہ ساری پہاڑی بھک سے اڑ جائے گی ۔ اس اعتبار سے تو ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہیئے ۔

اب ہمارا یہاں کوئی کام نہیں ہے۔ مگر تم تو قید میں پڑے ہو۔ یہ باہر والا تالا کیسے کھلے گا؟"

حاتم طائی نے کہا۔

"میں اسے ایک سیکنڈ میں توڑ دوں گا"

یہ کہکر حاتم طائی نے سلاخوں سے ہاتھ باہر نکال کر تالے کو پکڑ کر اپنی خاص طاقت سے مروڑ دیا۔ تالا ٹوٹ گیا۔ وہ دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ سرنگ خالی تھی۔ کالے سانپ نے کہا۔

"اوپر سب لوگ پہرے پر موجود ہیں"

حاتم بولا۔

"وہ مجھے ہلاک نہیں کر سکتے۔ مگر میں یہاں زیادہ جنگ وغیرہ نہیں کرنا چاہتا۔ اس سے ہمارے منصوبے کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ میں یہاں کے ایک خفیہ راستے سے واقف ہوں۔ کیونکہ اس وقت میری یادداشت میں اسرائیلی سائنس دان کی یادداشت بھی شامل ہے"

حاتم نے سانپ کو اٹھا کر جیب میں رکھا اور

اسی نچلی سُرنگ کی آخری کوٹھڑی میں آ گیا - یہ کوٹھڑی خالی تھی - اس کے اندر لکڑی کے خالی کھوکھے پڑے تھے - حاتم نے ایک جگہ سے کھوکھوں کو ہٹایا تو پیچھے ایک کھڑکی نکل آئی -

" یہاں سے ایک تنگ سُرنگ پہاڑی کے نیچے قبرستان والی چٹان کے پاس جا نکلتی ہے "

یہ کہکر حاتم طائی سُرنگ میں گھس گیا - اندر جانے سے پہلے اس نے خالی کھوکھے سے سُرنگ کا منہ دوبارہ بند کر دیا - یہ سرنگ بالکل تاریک اور تنگ تھی - مگر حاتم طائی اندھیرے میں بھی راستے کو دیکھ سکتا تھا - وہ جھک کر چلتا گیا - سُرنگ نیچے ڈھلوان اتر رہی تھی - کیونکہ یہ سُرنگ پہاڑی پر بنی ہوئی تھی -

دس منٹ بعد وہ سُرنگ سے باہر آ گیا - کالا سانپ اس کی جیب میں سے منہ نکال کر باہر دیکھ رہا تھا - اس وقت دوپہر ہو گئی تھی - آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے - حاتم نے کہا -

" اب ہمیں یہاں سے سیدھا قبرستان میں عمارہ کے پاس چلنا ہوگا - میں چاہتا ہوں

کہ ہم اسے یہاں سے نکال کر لے چلیں "
حاتم طائی قبرستان کی طرف چلنے لگا۔ کالے سانپ نے کہا۔
"حاتم! اگر تم نے عمارہ کو تابوت سے نکالا تو معاملہ خطرناک ہو جائے گا۔ عمارہ کی زندگی خطرے میں پڑ سکتی ہے "
"تو پھر تم کیا مشورہ دیتے ہو" حاتم نے پوچھا۔
سانپ بولا۔
"میرا خیال ہے کہ ہم عمارہ کو اسی قبر میں رہنے دیتے ہیں۔ پہلے میں جل ناگ کے پاس جا کر مشورہ کروں گا۔ کہ عمارہ کو کیسے ہوش میں لایا جا سکتا ہے۔ اور اس کی انگوٹھی کہاں ہے۔ جل ناگ مجھے سب کچھ بتا دیگا"
حاتم طائی نے سوچا کہ سانپ ٹھیک کہتا ہے اسے کوئی ایسی بات نہیں کرنی چاہیئے۔ کہ جس سے عمارہ کی زندگی خطرے میں پڑ جائے۔ وہ قبرستان میں پہنچ گئے تھے۔ عمارہ کی قبر پر سے سل ہٹا کر حاتم نے تابوت میں بے ہوش عمارہ کو دیکھا۔ وہ بالکل ویسے کی ویسی پڑی تھی۔ کالا سانپ کہنے لگا۔

"مجھے یقین ہے کہ جل ناگ کی مدد سے نہ صرف یہ کہ عمارہ کو ہوش آ جائے گا بلکہ اس کی گمشدہ انگوٹھی کا بھی پتہ چل جائے گا"

حاتم طائی نے قبر کو دوبارہ بند کر کے پتھر کی سل رکھ دی اور اسی کے اوپر سوکھے پتے اور جھاڑیاں بکھیر دیں۔ حاتم نے دور کھڑی پولاش پہاڑی کی طرف دیکھا اور کہا۔

"اگر ٹائم بم کو کسی نے اپنی جگہ سے نہ اکھاڑا تو رات کے ٹھیک دس بجے اس پہاڑ ی کے پرخچے اڑ جائیں گے اور اس کے ساتھ ہی دشمنوں کے تمام ارادے بھی خاک میں مل جائیں گے"

کالا سانپ کہنے لگا۔

"اس دھماکے کا اثر کہاں تک ہوگا؟"

حاتم نے کہا۔

"فکر نہ کرو۔ اس قبرستان میں ہم محفوظ ہونگے"

پھر اس نے چونک کر سانپ سے کہا۔

"مگر تم میری شکل تو بدل دو۔ میرا مطلب ہے مجھے میری اصلی شکل واپس کر دو"

کالے سانپ نے کہا۔

"چلو اسرائیلی سائنس دان کی قبر پر"

کالا سانپ اور حاتم طائی اس قبر پر آ گئے جس کے اندر انہوں نے اسرائیلی سائنس دان خاکوب کی لاش رکھی تھی۔ سانپ قبر میں اتر گیا۔ قبر کے اندر وہ اسرائیلی کی لاش کے ماتھے پر کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ اس کی شکل کو غور سے دیکھا۔ پھر باہر آ گیا۔ حاتم طائی سے کہنے لگا۔

"حاتم! تم یہاں بیٹھ جاؤ اور آنکھیں بند کر لو"

حاتم نے ویسے ہی کیا اور قبر کے پاس آنکھیں بند کر کے بیٹھ گیا۔ کالے سانپ نے اپنا پھن حاتم طائی کی طرف کر دیا۔ پھر اس کے چہرے اور جسم پر ایک زور دار پھنکار ماری۔ اس پھنکار کے ساتھ ہی حاتم طائی اپنی اصلی شکل میں واپس آ گیا۔

اس کے بعد دونوں عمارہ کی قبر کے پیچھے ایک جگہ بیٹھ گئے۔ سانپ حاتم کے پاس ہی کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔ حاتم طائی کی آنکھیں دور پولاش پہاڑی کی چوٹی پر جمی تھیں۔ وقت گزرتا چلا جا رہا تھا۔ شام ہو گئی۔ پھر رات کے اندھیرے نے قبرستان

کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ حاتم کو صرف ایک ہی خدشہ تھا۔ کہ کہیں خفیہ ایٹمی لیبارٹری کے چیف کی نظر ایٹمی بھٹی کے نیچے ٹینک میں لگے ہوئے ٹائم بم پر نہ پڑ جائے۔ اگر ایسا ہو گیا تو پھر یہ ایٹمی لیبارٹری تباہ نہ ہو سکے گی اور حاتم طائی کو دوبارہ کسی دوسرے طریقے سے کام شروع کرنا پڑے گا۔ حاتم نے اپنی کلائی پر نظر ڈالی۔ ابھی رات کے دس بجنے میں دو گھنٹے باقی تھے۔ کالے سانپ نے حاتم طائی کی بے چینی دیکھی تو بولا۔

"حاتم! اگر تم کہو تو میں اوپر جا کر ٹائم بم کو دیکھ آتا ہوں۔"

حاتم بولا۔

"ہرگز نہیں۔ تم اوپر گئے تو زندہ واپس نہ آ سکو گے۔ بس اب ہمیں یہیں بیٹھ کر انتظار کرنا ہوگا۔"

کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد حاتم نے پوچھا۔

"دوست! اگر ہمارا مشن کامیاب ہو گیا۔ تو اس کے بعد ہم عمارہ کو لے کر یہاں سے کہاں جائیں گے۔"

کالا سانپ بولا۔
"سب سے پہلے ہمیں دریا پار کرنا ہوگا"
حاتم نے کہا۔
"مگر ہمارے پاس تو کشتی نہیں ہے۔ دریا کیسے پار کریں گے۔ یہ دریا کافی چوڑا ہے"
کالا سانپ کہنے لگا۔
"ایک کشتی یہاں سے تھوڑی دور جھاڑیوں میں موجود ہے۔ تم فکر نہ کرو۔ ہم اس کشتی میں دریا پار کر جائیں گے"
حاتم بولا۔
"تو کیا یہ بہتر نہیں کہ ہم ابھی سے عمارہ کو قبر سے نکال کر کشتی میں رکھ دیں۔ اور خود بھی وہیں کشتی میں بیٹھ کر دھماکے کا انتظار کریں"
کالا سانپ بولا۔
"ٹھیک ہے۔ ہم عمارہ کو قبر سے نکال کر کشتی میں لے جاتے ہیں"
اسی وقت حاتم طائی نے قبر میں سے بے ہوش عمارہ کو نکال کر کاندھے پر ڈالا اور کشتی کی طرف

چلا۔ کالا سانپ اس کے آگے آگے جا رہا تھا دریا قریب ہی تھا۔ دریا کے کنارے ایک طرف جھاڑیوں میں چھوٹی سی کشتی کھڑی تھی۔ یہ کشتی آدھی دریا میں تھی اور آدھی خشکی پر۔ حاتم نے عمارہ کو کشتی میں لٹا دیا اور خود اس کے پاس بیٹھ گیا۔ کالا سانپ حاتم کی جیب میں تھا۔

جب گھڑی نے ٹھیک پونے دس بجائے تو حاتم طائی نے اپنی نظریں پولاش کی پہاڑی پر لگا دیں۔ اس نے کہا۔

"پندرہ منٹ میں دھماکہ ہونا چاہیئے۔ یہ بہت ضروری ہے، بہت ضروری ہے۔"

دس بجنے میں دو منٹ رہ گئے۔ حاتم طائی کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ پھر ایک منٹ رہ گیا۔ پھر دس بجنے میں دس سیکنڈ رہ گئے۔ حاتم طائی نے سیکنڈ گننے شروع کر دیئے ایک سیکنڈ۔ دو۔ تین۔ چار۔ پانچ۔ چھ۔ سات۔ آٹھ نو اور ۔۔۔ اس کے بعد اچانک زمین اس طرح کانپی جیسے زلزلہ آ گیا ہو۔

کشتی ہلنے لگی۔ زمین کانپ رہی تھی پھر ایک

ایسے دھماکے کی آواز آئی جیسے کوئی بہت بڑا آتش فشاں پہاڑ پھٹ گیا ہو۔ کالے سانپ نے اپنا منہ جیب کے اندر ڈال لیا۔ حاتم طائی نے دیکھا کہ پولاشی پہاڑی پر سے آگ کے شعلے بلند ہو کر آسمان کی طرف لپکے۔ یہ شعلے کئی میل بلند تھے۔ پھر پولاشی پہاڑی کے پرخچے اڑ گئے جہاں پہلے پہاڑی تھی۔ وہاں اب مٹی کا ڈھیر ہی رہ گیا تھا۔ نیلے اور سیاہ دھوئیں کا ایک بہت بڑا، بادل پہاڑی کے اوپر سے اٹھ کر گھومتا ہوا آسمان کی طرف بلند ہونے لگا۔ زمین کو جو جھٹکے لگ رہے تھے۔ وہ اب بند ہو گئے تھے۔ مگر فضا ایک دم گرم ہو گئی تھی اور ابھی تک گرم ہو رہی تھی۔ حاتم طائی نے سانپ سے کہا۔

"یہ علاقہ ایٹمی گرمی سے تباہ ہونے والا ہے ہمیں یہاں سے بھاگ جانا چاہیئے"

اس نے کشتی کو کھینچ کر دریا میں ڈالا۔ کود کر کشتی میں سوار ہوا۔ اور کشتی کو دریا کی لہروں پر ڈال دیا۔ پھر زور زور سے چپو چلاتے ہوئے

دوسرے کنارے کی طرف جانے کی کوشش کرنے لگا۔
کالے سانپ نے کہا۔
"حاتم! فضا گرم ہوتی جا رہی ہے"
حاتم بولا۔
"فکر نہ کرو۔ ہم بہت جلد اس علاقے سے نکل جائیں گے"
کشتی دریا کی لہروں پر دوسرے کنارے طرف اور آگے کی طرف بڑھ رہی تھی۔ پولاش پہاڑی تباہ ہو چکی تھی۔ ایٹمی لیباٹری کے پرخچے اڑ گئے تھے۔ حاتم طائی نے کہا۔
"خدا نے ہماری مدد کی اور ہم دشمن کے ناپاک منصوبوں سے محفوظ ہو گئے ہیں اگر ٹائم بم وقت پر نہ پھٹتا تو ہمارے لئے بڑی مشکل پیدا ہو جاتی"
کالا سانپ بولا۔
"خدا کا شکر ہے کہ پاکستان دشمنی کی سازش سے محفوظ ہو گیا۔
پولاش پہاڑی پر اسی طرح آگ لگی تھی یہ آگ اب دوسرے علاقے میں بھی پھیلنے لگی تھی

فضا میں روشنی ہو رہی تھی ۔ حاتم کشتی کو تیزی سے دوسرے کنارے کی طرف لئے جا رہا تھا ۔ آخر وہ کشتی کو دوسرے کنارے تک پہنچانے میں کامیاب ہو گیا ۔ کالے سانپ نے کہا ۔

"یہاں فضا میں گرمی نہیں ہے حاتم "

حاتم بولا ۔

"یہاں تک ایٹمی تابکاری نہیں پہنچ رہی ۔ اب جلدی سے بتاؤ کہ ہمیں کس طرف جانا ہوگا "

کالا سانپ کہنے لگا ۔

"عمارہ کو اٹھاؤ اور میرے پیچھے پیچھے چلو "

حاتم بے ہوش عمارہ کو کاندھے پر ڈال لیا ۔ سانپ آگے آگے جنگل میں چلنے لگا ۔ اندھیرا ضرور تھا مگر حاتم اندھیرے میں بھی کالے سانپ کو دیکھ رہا تھا ۔ سانپ جھاڑیوں اور اونچی گھاس میں بل کھا کر گزرتا آگے بڑھ رہا تھا ۔ جنگل ایک جگہ بہت گھنا ہو گیا ۔ یہاں درختوں کی شاخیں نیچے تک جھکی ہوئی تھیں ۔ گھاس بھی لمبی لمبی تھی ۔ کالا سانپ گھاس میں حاتم کی نظروں سے اوجھل ہو

گیا۔ تو حاتم نے کہا۔

"تم مجھے نظر نہیں آ رہے"

سانپ گھاس سے باہر آ گیا۔ کہنے لگا۔

"میں تمہاری گردن سے لپٹ جاتا ہوں۔ اور تمہیں راستہ دکھاؤں گا"

سانپ حاتم کی گردن سے لپٹ گیا اور راہ نمائی کرنے لگا۔ حاتم نے پوچھا۔

"ابھی ہمیں کتنی دور پیدل جانا ہو گا؟"

سانپ نے پوچھا۔

"کیا تم تھک گئے ہو حاتم؟"

حاتم بولا۔

"میں تھک نہیں سکتا۔ لیکن میں یہ پوچھنا ضروری سمجھتا ہوں کہ آخر ہم جا کہاں رہے ہیں؟"

کالا سانپ کہنے لگا۔

"اب میں تمہیں بتاتا ہوں کہ ہمیں برازیل ملک سے نکلنے کے بعد جنوب میں ارجنٹائن کے ملک کی سرحد پر ایک ایسے علاقے میں جانا ہو گا۔ جہاں چاروں طرف خشک

چٹانوں کا سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ یہاں ایک غار میں جل ناگ رہتا ہے۔ ہمیں اس سے جا کر ملنا ہے"

حاتم طائی نے کہا۔

"لیکن ہم اتنی دور پیدل کیسے پہنچیں گے؟ یہاں سے ارجنٹائن تو ہزاروں میل دُور ہے"

کالا سانپ بولا۔

"اس کے لئے ہمیں یہاں سے دو میل دُور ایک ریلوے اسٹیشن سے ٹرین پکڑنی ہو گی یہ ٹرین ہمیں برازیل کے شہر چمپاش پہنچا دے گی۔ چمپاش میں ایک ہوائی اڈہ ہے وہاں سے ہم ہوائی جہاز میں بیٹھ کر ارجنٹائن جائیں گے۔ اس کے بعد وہاں سے ارجنٹائن کی سرحد پر آ جائیں گے"

حاتم کہنے لگا۔

"عمارہ بے ہوش ہے۔ اس کا کیا کریں گے؟"

کالے سانپ نے کہا۔

"اسے تم اپنی بہن ظاہر کرنا جو اچانک بیہوش ہو گئی ہے۔ اور تم اسے شہر کے ہسپتال

ہیں لے جا رہے ہو گے

حاتم خاموش ہو گیا۔ وہ جنگل میں سے گزرتے جا رہے تھے۔ آخر دُور سے انہیں ریلوے کے سگنل کی سرخ بتی نظر آئی۔ یہ چھوٹا سا ریلوے سٹیشن تھا۔

قبرستان کی رات

ریلوے اسٹیشن پر دو چار مسافر ہی تھے۔ یہ ایک دیہاتی سٹیشن تھا۔ حاتم طائی نے عمارہ کو پلیٹ فارم کے بنچ پر لٹا دیا۔ پھر اس نے باہر جا کر چمپاش تک دو ٹکٹ خریدے۔ سٹیشن ماسٹر نے عمارہ کے بارے میں پوچھا تو حاتم نے بتایا کہ یہ اس کی بہن ہے اور بیماری کی وجہ سے بے ہوش ہو گئی ہے۔ میں اسے علاج کے لئے شہر کے بڑے ہسپتال میں لے جا رہا ہوں سٹیشن ماسٹر نے کوئی اعتراض نہ کیا۔

پندرہ منٹ بعد ٹرین آ گئی۔ حاتم نے عمارہ کو اٹھا کر ٹرین کے ایک ڈبے میں اپنے ساتھ احتیاط سے رکھ دیا۔ عمارہ بالکل بے ہوش تھی۔ سانپ اس کی جیب میں تھا۔ ٹرین میں زیادہ رش نہیں تھا۔ تھوڑی دیر رُکنے کے بعد ٹرین چل پڑی۔

ساری رات گاڑی سفر کرتی رہی۔ دوسرے دن جب کافی روشنی نکل آئی تھی ٹرین چمپاش کے بڑے اسٹیشن میں داخل ہو گئی۔ سانپ نے کہا۔

"حاتم! یہاں سے تمہیں ایئرپورٹ جانا ہوگا وہاں باہر ہی ایک آفس ہے جہاں سے تمہیں ارجنٹائن کے لئے دو ٹکٹ مل جائینگے۔"

حاتم نے عمارہ کو ٹیکسی میں ڈالا اور چمپاش ایئرپورٹ آ گیا۔ یہاں کئی ہوائی کمپنیوں کے دفتر تھے سارے دفتر کھلے تھے۔ حاتم نے بے ہوش عمارہ کو ہوائی اڈے کے لاؤنج میں ایک صوفے پر لٹا دیا۔ وہ خود ایئرپورٹ کے آفس میں آ گیا۔ دو ٹکٹ لئے اور کہا کہ میری بہن بے ہوش ہے میں اسے ہسپتال لے جا رہا ہوں بڑے شہر میں۔ ایئرپورٹ والوں نے اسے سٹریچر پر ڈال دیا۔ جہاز کے چلنے سے تھوڑی دیر پہلے ایئرپورٹ والوں نے عمارہ کو سٹریچر پر ڈال کر ہوائی جہاز میں سٹریچر سمیت سوار کرا دیا۔ حاتم طائی اس کے قریب ہی بیٹھ گیا۔ ٹھیک وقت پر جہاز پرواز کر گیا۔ چار گھنٹے تک جہاز فضا میں پرواز کرتا رہا۔ پھر وہ ارجنٹائن

کے شہر ڈوگاش کے ہوائی اڈے پر اتر گیا۔ یہاں سے حاتم نے ٹیکسی لی اور جیسا کہ کالے سانپ نے کہا تھا ڈرائیور کو سرحدی شہر کی طرف جانے کو کہا۔ تیسرے پہر کوئی تین بجے کے بعد حاتم بے ہوش عمارہ کو لے کر ارجنٹائن کے سرحدی شہر پہنچ گیا۔ یہ شہر نہیں بلکہ چھوٹا سا قصبہ تھا۔ جہاں زیادہ تر گڈریئے اور کسان آباد تھے۔

حاتم طائی ایک چھوٹی سی سرائے میں اتر گیا۔ اس کے پاس کافی پیسے تھے۔ اس نے ایک کوٹھڑی کرائے پر لے لی تھی۔ کوٹھڑی میں عمارہ کو چارپائی پر ڈالنے کے بعد حاتم نے کالے سانپ سے پوچھا۔

"اب ہمیں یہاں سے کدھر چلنا ہوگا۔ اور کب چلنا ہوگا"

کالا سانپ بولا۔

"ہمیں رات اسی سرائے میں گزارنی ہوگی۔ کل صبح ہم خچروں پر سوار ہو کر چٹانوں کی وادی کی طرف روانہ ہو جائیں گے"

حاتم طائی نے عمارہ کو کوٹھڑی میں ہی رکھا۔ اور خود کوٹھڑی پر تالا لگا کر کالے سانپ کو جیب

میں رکھا اور سامنے والی چائے کی دکان کے باہر بنچ پر بیٹھ گیا۔ یہاں کافی ملتی تھی۔ حاتم نے نوکر سے کہا کہ میرے لئے کافی لاؤ۔ نوکر کافی کا ایک مگ رکھ کر چلا گیا۔ سانپ نے حاتم کی جیکٹ کے اندر سے اپنا سر نکالا اور بولا۔

"حاتم! تمہیں کوٹھڑی میں ہی رہنا چاہیئے تھا"

حاتم بولا۔

"کوٹھڑی سامنے ہی ہے۔ مجھے اس کا دروازہ نظر آ رہا ہے۔ ایسی ویسی کوئی بات ہوئی تو میں فوراً وہاں پہنچ جاؤں گا"

کالا سانپ کہنے لگا۔

"دراصل میں یہ جگہ بڑی پر اسرار اور خطرناک ہے۔ یہاں کچھ بھٹکی ہوئی روحوں کی بو مجھے آنے لگی ہے"

حاتم نے چونک کر پوچھا۔

"بھٹکی ہوئی روحیں یہاں کہاں سے آ گئیں؟"

سانپ نے کہا۔

"میں نہیں جانتا کہ وہ کہاں سے آ گئی ہیں مگر اتنا ضرور جانتا ہوں کہ مجھے ان کی خاص

قسم کی بو آ رہی ہے اور وہ یہیں کہیں منڈلا رہی ہیں ؟

حاتم طائی نے جلدی سے کافی ختم کی اور پیسے دے کر واپس کوٹھڑی میں آ گیا۔ عمارہ چارپائی پر اسی طرح بے ہوش پڑی تھی۔ سانپ سے حاتم نے پوچھا۔

"کیا یہاں بھی تمہیں بد روحوں کی بُو آ رہی ہے۔ تو سانپ نے سانس اندر کو کھینچا۔ پھر بولا۔

"یہاں ان کی بُو کم ہے ؟

اسی طرح دن گزر گیا۔ رات آ گئی۔ حاتم وہیں بے ہوش عمارہ کی چارپائی کے پاس ہی زمین پر لیٹ گیا۔ وہ جاگ رہا تھا۔ اسے سونے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ سانپ بھی اس کی جیب میں دبکا ہوا تھا۔ باہر رات سنسان تھی گہری خاموشی چھائی تھی۔ آدھی رات کا وقت ہوگا۔ کہ اچانک باہر سے سرگوشیوں کی آواز آنے لگی۔ ایسے لگتا تھا جیسے دو عورتیں ایک دوسری سے باتیں کر رہی ہیں۔ حاتم طائی اٹھ کر بیٹھ گیا۔ وہ

کالے سانپ سے کچھ کہنے ہی والا تھا کہ سانپ نے کہا۔

"شی! خاموش حاتم! خاموش رہو۔"

حاتم چپ ہو گیا۔ عورتوں کی سرگوشیوں کی آواز ایک پل کے لئے رک گئیں۔ اس کے بعد پھر ان کی آوازیں آنے لگیں۔ کالا سانپ حاتم کی جیب میں سے نکل آیا اور بڑی دھیمی آواز میں حاتم سے بولا۔

"تم یہیں بیٹھنا۔ ہرگز ہرگز باہر مت آنا۔ میں ابھی واپس آتا ہوں۔"

کالا سانپ یہ کہکر بند دروازے کے نیچے سے رینگتا ہوا باہر نکل گیا۔ حاتم چپ چاپ بیٹھا سرگوشیوں کو کان لگا کر سننے لگا۔ اس سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ سرگوشیاں کیا ہیں۔ ہلکی ہلکی آوازیں اسے ضرور آ رہی تھیں۔ مگر الفاظ اس کے کانوں تک نہیں پہنچ رہے تھے۔ سانپ کوٹھڑی سے نکل کر باہر آ گیا۔

باہر آسمان ستاروں سے بھرا ہوا تھا۔ سامنے میدان خالی پڑا تھا۔ چاروں طرف رات کا گہرا اندھیرا

چھایا تھا۔ قصبے کے لوگ اپنے گھروں میں بتیاں بجھا کر گہری نیند سو رہے تھے۔ سانپ ایک کھمبے کے قریب ایک پتھر کے پیچھے چھپ کر فضا کو سونگھنے لگا۔ اسے دو بد روحوں کی بُو برابر آ رہی تھی۔ اب یہ بُو ایک دم سے تیز ہونے لگی۔ ایسا لگتا تھا کہ دشمن بد روحیں قریب آ رہی ہیں۔ ان کی سرگوشیوں کی آواز رُک گئی تھی۔ مگر ان کے جسم کی بو تیز سے تیز تر ہو رہی تھی۔ اس کا مطلب یہی تھا کہ دونوں بد روحیں نزدیک آ رہی ہیں۔

کالا سانپ اندھیری رات میں چپ چاپ پتھر کے پیچھے چھپا بیٹھا تھا۔ اچانک اسے ایک بد روح کی سرگوشی سنائی دی۔

"یہاں کوئی موجود ہے ارٹش"

دوسری بدروح کی سرگوشی کی آواز آئی۔

"مجھے بھی یہی محسوس ہو رہا ہے۔ مگر یہ کون ہو سکتا ہے"

پہلی بدروح نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اس کوٹھڑی میں کوئی

عورت ایسی ہے جس پر کسی نے طلسم
کیا ہوا ہے ۔"

دوسری بدروح بولی ۔
" تو پھر کیوں نہ ہم اسے یہاں سے نکال کر لے چلیں ۔ کیونکہ ہمیں ایک ایسی ہی عورت کی ضرورت ہے ۔ جس پر طلسم کیا گیا ہو۔"

پہلی بدروح نے کہا ۔
" مگر تم یہ بھول گئی ہو کہ ہمیں کسی ایسی عورت کی ضرورت نہیں ہے جو طلسم کی وجہ سے بے ہوش ہو چکی ہو ۔ اس کے لئے ہمیں اس عورت کے ہوش میں آنے کا انتظار کرنا ہوگا ۔"

" تو پھر کہاں انتظار کریں ؟" دوسری بد روح نے پوچھا ۔

پہلی بد روح بولی ۔
" ہم اپنے آسیبی درخت پر جا کر ہی اس کا انتظار کریں گے ۔ ہمیں اس کی خوشبو وہاں بھی آتی رہے گی ۔ کیونکہ اِس جگہ ہمارا اپنا دم گھٹ جائے گا ۔ ہم پاکیزہ

اور صاف ستھری فضا میں نہیں رہ سکتیں
کیونکہ ہم گناہ گار روحیں ہیں"

دوسری بد روح نے کہا۔

"تم ٹھیک کہتی ہو۔ مجھے بھی اپنا دم گھٹتا
ہوا محسوس ہو رہا ہے۔ چلو واپس اپنے
آسیبی درخت پر چلتی ہیں"

اور دونوں کی سرگوشیاں ختم ہو گئیں۔ پھر ان کی بُو بھی آہستہ آہستہ دور ہوتے ہوتے ختم ہو گئی۔ کالے سانپ کو یقین ہو گیا کہ وہ دونوں وہاں سے دفع ہو گئی ہیں۔ وہ پتھر کے پیچھے سے نکل آیا اور اس نے بد روحوں کی ساری گفتگو بالکل اسی طرح جا کر حاتم طائی کو سنا دی۔ حاتم طائی پریشان ہو گیا۔ کہنے لگا۔

"یہ بد روحوں کی نئی مصیبت کہاں سے آ گئی"

سانپ نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ کسی طرح اجل ناگ تک
پہنچ جانے دو۔ اس کے بعد سب ٹھیک
ہو جائے گا"

حاتم کہنے لگا۔

"اس سے تو بہتر ہے کہ ہم اسی وقت چٹانوں کی وادی کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں"

کالے سانپ نے کہا۔

"رات کو راستے میں بڑے ڈاکے پڑتے ہیں"

حاتم کہنے لگا۔

"ڈاکو ہمارا کیا بگاڑ لیں گے۔ ہمیں اسی وقت یہاں سے چل پڑنا چاہیئے"

کالے سانپ نے کوئی اعتراض نہ کیا۔ حاتم طائی نے بے ہوش عمارہ کو ایک خچر پر ڈالا۔ دوسرے خچر پر خود بیٹھا اور کالے سانپ کے راستہ بتانے کے مطابق چٹانوں کی وادی کی طرف روانہ ہو گیا۔ یہ دونوں خچر اس نے دن کے وقت ہی خرید کر وہاں رکھ لیئے تھے وہ پہاڑی میدان میں داخل ہو گئے حاتم نے سانپ کو جیب سے نکال کر اپنی کلائی کے گرد لپیٹ رکھا تھا۔ اس نے سانپ سے پوچھا۔

"ان بد روحوں کی بُو تو نہیں آ رہی ہے"

سانپ نے فضا کو سونگھا اور بولا۔

"نہیں۔ ابھی تک ان کی بُو نہیں آئی۔ ویسے مجھے خطرہ ہے کہ دونوں بد روحیں عمارہ

کی بُو کو دور ہوتے محسوس کر کے اس کی تلاش میں ضرور نکل پڑیں گی۔"

حاتم طائی نے جھنجھلا کر کہا۔

"مگر ان بد بختوں کو عمارہ کی کیا ضرورت ہے؟"

کالا سانپ بولا۔

"حاتم یہ طلسم کی دنیا ہے۔ پر اسرار دنیا ہے میں ابھی کچھ نہیں بتا سکتا کہ ان گناہ گار روحوں کو عمارہ کی۔ میرا مطلب ہے۔ ایک ایسی عورت کی کیوں ضرورت ہے جو کسی طلسم کی وجہ سے بے ہوش ہو۔"

حاتم طائی نے جیب سے پستول نکالتے ہوئے کہا۔

"خدا کی قسم اگر میرے سامنے میں کوئی جن بھوت بھی آ گیا تو میں اسے ختم کر کے ہی چھوڑوں گا۔ میں عمارہ کو ضرور ہوش میں لے آؤں گا۔ اور اس کی طلسمی انگوٹھی بھی اسے واپس دلا کر رہوں گا۔"

کالے سانپ نے کہا۔

"میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ حاتم طائی! اور میں تمہارے ساتھ ہوں۔ مگر ہمیں حکمت

عمل سے بھی کام لینا ہوگا "

خچر رات کے اندھیرے میں آہستہ آہستہ چٹانوں کی وادی کی طرف بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ سانپ بار بار فضا کو سونگھ کر دیکھ لیتا تھا۔ ابھی تک بد روحوں کی بُو محسوس نہیں ہوئی تھی۔ رات آہستہ آہستہ ڈھلتی جا رہی تھی۔ جنگل ختم ہو گئے۔ اور کھنڈروں کا علاقہ شروع ہو گیا۔ حاتم نے کالے سانپ سے پوچھا۔

"تمہارے اجل ناگ کی چٹانوں کی وادی کب آئے گی ؟"

کالا سانپ بولا۔

"کھنڈر ختم ہو گئے تو آگے چٹانوں کی وادی شروع ہو جائے گی۔ اب ہماری منزل دُور نہیں ہے "

ایک گھنٹے کے سفر کے بعد چٹانوں کی وادی شروع ہو گئی۔ حاتم نے ستاروں کی روشنی میں دیکھا کہ سارے علاقے میں چٹانیں پھیلی ہوئی تھیں۔ یہ چھوٹی چھوٹی نوکیلی چٹانیں تھیں۔ وادی کے آخر میں ایک پہاڑ ایسی بڑی چٹان کھڑی تھی۔ کالے سانپ نے کہا

"وہ جو بڑی چٹان نظر آتی ہے۔ اجل ناگ
اسی کے غار میں رہتا ہے"
بڑی چٹان کے پاس پہنچ کر حاتم خچر سے اتر پڑا۔
کالے سانپ نے کہا۔
"تم اسی جگہ ٹھہرو۔ میں غار کے اندر جاتا ہوں"
کالا سانپ غار کے اندر چلا گیا۔ غار تنگ اور تاریک
تھا۔ آگے جا کر کالے سانپ نے پھنکار کی آواز
میں کہا۔
"اے اجل ناگ! میں کالا سانپ ہوں۔
تمہارے درشن کرنے اور تم سے مدد مانگنے
آیا ہوں۔ کیا مجھے آگے آنے کی اجازت ہے؟"
غار کے آخری کونے میں سے ایک گہری پھنکار کی
آواز آئی۔
"کالے سانپ! آ جاؤ۔ میرے قریب
آ سکتے ہو تم"
کالا سانپ غار کے کونے میں چلا گیا۔ وہاں ایک
چھوٹے سے غار کے باہر ایک بہت بڑا سانپ
کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔ اس سانپ کی آنکھیں
اندھیرے میں چمک رہی تھیں اس کی ٹھوڑی پر سفید

بالوں کی جھالر لٹک رہی تھی۔ کالے سانپ نے جاتے ہی جھک کر سلام کیا اور ادب سے کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔

اجل ناگ نے پوچھا۔

"تم کو میری کس قسم کی مدد کی ضرورت ہے؟"

کالے سانپ نے ساری کہانی اجل ناگ کو سنا دی۔ اجل ناگ ساری کہانی سن کر خاموش ہو گیا جیسے مراقبے میں چلا گیا ہو۔ پھر بولا۔

"تم حاتم اور عمارہ کو اندر لے آؤ۔"

کالا سانپ خوشی خوشی غار سے باہر آ گیا۔ اس نے حاتم سے کہا۔

"حاتم! اجل ناگ نے ہماری مدد کرنے کا وعدہ کر لیا ہے۔ عمارہ کو لے کر اندر چلو۔ اس نے بلایا ہے۔"

حاتم بے ہوش عمارہ کو لے کر غار میں اجل ناگ کے پاس آ گیا۔ اس نے کالے سانپ کی ہدایت کے مطابق جھک کر اجل ناگ کو سلام کیا اور ایک طرف ادب سے بیٹھ گیا۔ عمارہ کو اس نے اجل ناگ کے سامنے لٹا دیا تھا۔ اجل ناگ

نے حاتم سے انسانی آواز میں پوچھا۔

"یہ لڑکی عمارہ ہوش میں آ جائے گی۔ مگر اس کی طلسماتی انگوٹھی یہاں سے دور جا چکی ہے اس کے لئے تمہیں بڑے دور دراز ملکوں کا سفر کر کے افریقہ کے ایک آدم خود قبیلے میں جانا ہوگا۔"

حاتم طائی نے کہا۔

"عظیم اجل ناگ! ہم وہاں بھی چلے جائیں گے۔ ہمیں عمارہ کی طلسماتی انگوٹھی کو ہر حالت میں حاصل کرنا ہے۔"

اجل ناگ بولا۔

"ٹھیک ہے۔ میں اس لڑکی کو ہوش میں لائے دیتا ہوں۔"

یہ کہکر اجل ناگ نے اپنا منہ عمارہ کے ماتھے کے ساتھ لگا کر منہ سے ہلکی سی پھنکار کی آواز نکالی اس کے ساتھ ہی عمارہ نے آنکھیں کھول دیں۔ اس نے اپنے سامنے حاتم، اجل ناگ اور ایک طرف کالے سانپ کو کنڈلی مارے بیٹھے دیکھا تو حیرانی سے پوچھا۔

"حاتم! میں کہاں ہوں ۔ یہ سانپ کہاں سے آ گئے ہیں؟"

حاتم نے کہا ۔

"میں تمہیں باہر جا کر سب کچھ بتا دوں گا اس وقت تم خاموش رہو ۔"

اجل ناگ کہنے لگا ۔

"عمارہ! تم اجل ناگ کے دربار میں ہو ۔ تم پر ایک بڑی مکار جادوگرنی نے جادو کر دیا تھا ۔ میں نے تمہیں اس کے جادو سے نجات دلا دی ہے ۔"

عمارہ اٹھ کر بیٹھ گئی ۔ اس نے اپنی انگلی کو خالی دیکھا تو بولی ۔

"حاتم! میری انگوٹھی کہاں گئی ہے؟"

حاتم نے کہا ۔

"پلیز عمارہ! ایک منٹ خاموش رہو ۔ سب ٹھیک ہو جائے گا ۔"

پھر اس نے کالے سانپ کی طرف اشارہ کیا ۔ کالے سانپ نے اجل ناگ سے پوچھا ۔

"اے عظیم اجل ناگ! اب ہمیں بتائیے

کہ ہم عمارہ کی طلسمی انگوٹھی کہاں سے حاصل کر سکیں گے۔ کیوں کہ اس کے بغیر ہمارا کوئی مشن کامیاب نہیں ہو سکتا۔"

اجل ناگ نے کہا۔

"اس کے لئے تمہیں افریقہ کے مشرقی ساحل سے دور سمندر میں آباد ملک مڈغاسکر کے وسطی جنگلوں میں جانا ہوگا۔ وہاں ایک آدم خور قبیلہ آباد ہے۔ عمارہ کی انگوٹھی جو شخص چرا کر لے گیا تھا اس نے وہ انگوٹھی اس آدم خود قبیلے کے سردار ڈیگو کو دے دی ہے۔ یہ انگوٹھی اس وقت آدم خود سردار ڈیگو کی انگلی میں ہے۔ میں نے تمہیں راستہ بتا دیا ہے۔ اب اس ظالم آدم خور سردار سے اپنی انگوٹھی حاصل کرنا تمہارا کام ہے۔"

کالا سانپ بولا۔

"تمہارا شکریہ عظیم اجل ناگ! ہم آج ہی مڈغاسکر کے ملک کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔"

اس کے ساتھ ہی کالے سانپ نے اجل ناگ کو بتایا کہ راستے میں دو بد روحیں عمارہ کی تلاش میں بیٹھی ہیں۔ ان سے مقابلہ کیسے کریں گے۔ اجل ناگ نے کہا۔

"اب وہ تمہارے قریب نہیں آئیں گی۔ کیونکہ عمارہ پر سے طلسم کا اثر ختم ہو گیا ہے اور ان دونوں بد روحوں کو ایک ایسی عورت کی ضرورت ہے۔ جس پر جادو کیا گیا ہو۔ اب تم جا سکتے ہو۔ اس سے زیادہ میں تمہیں وقت نہیں دے سکتا"

کالے سانپ اور حاتم طائی نے اجل ناگ کا ایک بار پھر شکریہ ادا کیا اور عمارہ کو ساتھ لے کر وہاں سے باہر آ گئے۔ غار کے باہر آتے ہی حاتم طائی نے عمارہ کو ساری باتیں بیان کر دیں عمارہ یہ سن کر بڑی خوش ہوئی کہ ایٹمی لیباٹری کو تباہ کر دیا گیا ہے۔ حاتم نے عمارہ کا کالے سانپ سے تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"یہ ہمارا دوست اور ہمارا ساتھی ہے اگر یہ ہماری مدد نہ کرتا تو تم کبھی ہوش

میں نہیں آ سکتی تھیں۔"

عمارہ نے مسکرا کر کالے سانپ کا شکریہ ادا کیا۔ پھر پوچھا۔

"حاتم! ہم کس علاقے میں ہیں؟"

حاتم نے کہا۔

"ہم اس وقت ارجنٹائن کے ملک کے شمال مشرقی سرحدی علاقے میں ہیں۔ ہمیں یہاں سے بوگاش پہنچ کر وہاں سے ہوائی جہاز میں بیٹھ کر مڈغاسکر جانا ہوگا۔"

عمارہ بولی۔

"یہ کافی لمبا سفر ہے۔ ہمارے پاس کرایہ کہاں سے آئے گا؟"

حاتم نے کہا۔

"اس کی تم فکر نہ کرو۔ ہمارے پاس کرایہ اور پاسپورٹ بھی موجود ہیں۔ ان پر ویزے لگے ہوئے ہیں۔ ہم مڈغاسکر پہنچ جائیں گے۔"

یہاں سے انہوں نے خچروں پر ہی واپسی کا سفر شروع کر دیا۔ اسی طرح سفر کرتے وہ وادی اور

جنگل سے گزر گئے ۔ راستے میں انہیں بد روحوں کی سرگوشیوں کی آواز کہیں بھی نہ آئی ۔ بد روحیں انہیں چھوڑ کر جا چکی تھیں ۔

شام کو وہ بوگاش کے شہر آ گئے ۔ یہاں سے انہوں نے ایک ہوائی جہاز پکڑا اور رات کے تین بجے مڈغاسکر کے ملک کے دارالحکومت میں پہنچ کر اتر گئے ۔ اس بڑے شہر میں انہوں نے ایک ہوٹل میں دو کمرے لے لئے ۔ ایک کمرے میں حاتم سانپ کے ساتھ اور دوسرے کمرے میں عمارہ ٹھہر گئی ۔ دوسرے دن انہوں نے وہاں سے جنگل میں سفر کرنے کا سامان دوبارہ خریدا ۔ دو بڑے شکاری چاقو دو رائفلیں اور پستول وغیرہ ۔

سارا سامان خریدنے کے بعد عمارہ اور حاتم طائی اللہ کا نام لے کر اپنے خطرناک سفر پر روانہ ہو گئے ۔ کالا سانپ حاتم طائی کی جیکٹ کی جیب میں تھا ۔ انہوں نے سب سے پہلے ریل گاڑی میں سفر کیا ۔ ایک دن اور ایک رات ٹرین میں سفر کرنے اور دشوار گزار جنگلوں سے گزرنے کے بعد دوسری رات کو وہ ایک چھوٹے سے قصبے

میں ٹرین سے اتر گئے ۔ کالا سانپ ان کی راہنمائی کر رہا تھا ۔ یہاں سے وہ ایک لاری میں سوار ہو گئے ۔ لاری ساری رات جنگل میں سے گزرتی رہی ۔ اگلے روز سورج نکلا تو لاری ایک گاؤں میں دریا کنارے کھڑی ہو گئی ۔ کالے سانپ نے حاتم سے کہا ۔

"تمہیں یہاں اترنا ہے حاتم !"

حاتم اور عمارہ وہیں لاری سے اتر گئے دونوں شکاریوں کے لباس میں تھے ۔ گاؤں میں کالے حبشی آباد تھے ۔ کالے کالے حبشی لوگ اِدھر اُدھر چل پھر رہے تھے ۔ کچھ کھیتوں میں ہل چلا رہے تھے ۔ کچھ جنگل میں لکڑیاں کاٹ رہے تھے کالے سانپ نے کہا ۔

"یہاں سے بیس میل دور اندر جنگل میں وہ آدم خور قبیلہ آباد ہے ، جس کا سردار ڈیگو ہے اور جس کی انگلی میں عمارہ کی انگوٹھی ہے ۔"

عمارہ نے پوچھا ۔

"کیا میری انگوٹھی اسی کے پاس ہو گی ؟

میرا مطلب ہے کہ تمہارے اجل ناگ کو کہیں غلطی تو نہیں لگی۔"
کالا سانپ بولا۔
"عمارہ بہن! اجل ناگ کو کبھی غلطی نہیں لگ سکتی۔ تم خود دیکھ لو گی کہ تمہاری انگوٹھی آدم خود سردار کے پاس ہی ہوگی۔"
عمارہ چپ ہو گئی۔ یہاں سے انہوں نے دو خچر خریدے اور ان پر سوار ہو کر آدم خور قبیلے کے جنگل کی طرف روانہ ہو گئے۔

آگ کا سمندر

حاتم طائی اور عمارہ سارا دن دشوار گزار جنگل میں سفر کرتے رہے۔
راستے میں کئی ندیاں اور دلدلیں انہوں نے پار کیں۔ کئی سانپ ان کے راستے میں آئے مگر کالے سانپ کی وجہ سے وہ وہیں سے واپس چلے جاتے رہے۔ دن ڈوب رہا تھا۔ کالے سانپ نے حاتم سے کہا۔
"اب ہوشیار ہو جاؤ۔ آدم خوروں کا علاقہ شروع ہونے والا ہے"
عمارہ اور حاتم خچروں پر سوار آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہے تھے۔ کالے سانپ کی آواز سے وہ خبردار ہو گئے۔ انہوں نے اپنی رفتار آہستہ کر دی۔ جنگل اتنا گھنا ہو گیا تھا۔ کہ انہیں خچروں سے اترنا پڑا۔ اچانک ایک جگہ درخت کی ٹہنی کے ساتھ ایک انسانی کھوپڑی

لٹکتی دیکھکر عمارہ رُک گئی ۔ اس نے حاتم سے کہا۔

"حاتم! یہ دیکھو۔ یہ انسانی کھوپڑی ہے"

حاتم بھی رُک گیا ۔ کالے سانپ نے کہا۔

"میں نے کہا تھا نا کہ آدم خوروں کا علاقہ شروع ہونے والا ہے ۔ یہ کھوپڑی اس کی نشانی ہے ۔ کہ آگے مت آنا ۔ آگے ڈبگو سردار کا علاقہ ہے"

حاتم اور عمارہ وہیں رُکے کھڑے تھے ۔ حاتم نے کہا۔

"میرا خیال ہے ہمیں اب خچروں کو اسی جگہ چھوڑ دینا چاہیئے ۔ آگے ہم پیدل چلینگے"

سانپ بولا۔

"ہمیں دوسری طرف سے آدم خوروں کے علاقے میں داخل ہونا چاہیئے ۔ اس طرف آگے گئے تو آدم خوروں کے پہرے داروں سے آمنا سامنا ہو جائے گا"

کالا سانپ عمارہ اور حاتم کو وہاں سے دوسری طرف لے گیا ۔ یہاں ایک تنگ گھاٹی میں پہاڑی نالہ بہہ رہا تھا ۔ انہوں نے خچروں کو وہیں آزاد کر کے چھوڑ دیا اور گھاٹی میں اتر کر پہاڑی نالے کے ساتھ ساتھ آگے

چلنے لگے۔ حاتم آگے آگے تھا۔ عمارہ اس کے پیچھے چل رہی تھی۔ سورج غروب ہو جانے کی وجہ سے جنگل میں رات کا اندھیرا اترنا شروع ہو گیا تھا۔ حاتم نے سانپ سے پوچھا۔

"کیا ہم رات کے وقت آدم خوروں کے علاقے میں پہنچیں گے؟"

کالے سانپ نے کہا۔

"حاتم! ہم لوگ آدم خوروں کے علاقے میں آ چکے ہیں۔ اس گھاٹی کے ختم ہوتے ہی آدم خوروں کی بستی نظر آنے لگے گی۔"

عمارہ کہنے لگی۔

"حاتم! ہمیں کسی حکمتِ عملی سے کام لینا ہوگا۔ اس طرح ہم آدم خوروں کی بستی میں آ گئے تو ظاہر ہے وہ ہمیں پکڑ لیں گے۔ ہم نے اگر بندوق سے مقابلہ بھی کیا۔ تب بھی ہمارا اسلحہ ختم ہو جائے گا۔ آدم خور ختم نہیں ہوں گے۔"

حاتم بولا۔

"تم ٹھیک کہتی ہو۔ ہمیں کسی دوسری

ترکیب سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔"
اس نے کالے سانپ سے مشورہ کیا۔ کالا سانپ کہنے لگا۔

"جہاں یہ گھاٹی ختم ہوتی ہے وہاں اوپر کالی پہاڑی ہے۔ اس پہاڑی میں ایک چھوٹا سا غار ہے۔ تم لوگ اس غار میں چھپ کر علاقے کا جائزہ لے سکتے ہو اور کوئی سکیم تیار کر سکتے ہو۔"

حاتم نے کہا۔

"میرا خیال ہے تم ٹھیک ہو۔"

وہ اب ندی سے ہٹ کر چڑھائی پر چڑھنے لگے۔ اوپر جا کر گھاٹی ختم ہو گئی۔ بائیں طرف ایک چھوٹی سی سیاہ پہاڑی تھی۔ اس پہاڑی پر بانس کے گھنے درخت اُگے ہوئے تھے۔ کالا سانپ بولا۔

"یہی پہاڑی ہے۔"

اس پہاڑی میں ایک چھوٹا سا جنگلی غار تھا جس کا منہ جھاڑیوں میں چھپا ہوا تھا۔ حاتم نے غار میں جا کر گھاس کو صاف کیا اور وہ عمارہ کے ساتھ وہاں بیٹھ گیا۔ تب حاتم نے کالے سانپ سے کہا۔

"میرے دوست! میری تجویز یہ ہے کہ پہلے
تم جا کر یہ معلوم کرو کہ کیا طلسمی انگوٹھی آدم
خود سردار ڈیگو کی انگلی میں ہے یا اس نے
اسے کسی دوسری جگہ پر چھپا کر رکھا ہوا ہے"
کالا سانپ چلنے کے لئے تیار ہو گیا۔ کہنے لگا۔
"ٹھیک ہے۔ میں جاتا ہوں اور جلدی واپس
آ جاؤں گا۔ اگر مجھے دیر ہو گئی تو تم فکر
نہ کرنا۔ کیونکہ ہو سکتا ہے آدم خور سردار
وہاں نہ ہو اور مجھے اس کا انتظار کرنا پڑے"
کالے سانپ نے عمارہ اور حاتم طائی کو غار میں
چھوڑا اور خود درختوں کے نیچے سے رینگتا ہوا اس طرف
نکل آیا جدھر آدم خور جنگلیوں کی بستی تھی۔ ایک
درخت پر چڑھ کر کالے سانپ نے دیکھا کہ چار
آدم خود جنگلی ایک انگریز شکاری کو پکڑ کر کھینچے چلے
آ رہے ہیں۔ درمیان میں آگ جل رہی ہے۔
آدم خور آگ کے گرد دائرہ بنا کر بیٹھے ہیں آدم
خود سردار ڈیگو ایک اونچی کرسی پر بیٹھا انگریز کو
غور سے دیکھ رہا ہے۔ سانپ سمجھ گیا کہ اس
بدقسمت انگریز کو یہ لوگ ابھی بھون کر کھا جائیں

گے ۔ انگریز شکار کھیلتے ہوئے غلطی سے اس علاقے کی طرف آ گیا ہوگا اور آدم خوروں نے اسے پکڑ لیا ۔ کالے سانپ کو معلوم تھا کہ انگریزوں کا گوشت یہ آدم خور وحشی بڑے شوق سے کھاتے ہیں ۔

انگریز شکاری کا رنگ اڑا ہوا تھا ۔ اس کو آدم خور سردار کے سامنے لایا گیا ۔ سردار ڈیگو نے بازو اٹھا کر اعلان کیا ۔

"بڑی دیر کے بعد ہمیں انگریز کا گوشت کھانے کو مل رہا ہے تو پہلے جشن منائیں گے اور دیوتا کا شکریہ ادا کریں گے ۔

اتنی دیر تک اس انگریز کو سامنے والی جھونپڑی میں بند کر کے پردہ لگا دو "

اسی وقت انگریز شکاری کو کونے والی جھونپڑی میں بند کر کے باہر دو آدم خور نیزے لے کر پہرہ دینے لگے ۔

کالا سانپ درخت سے اتر کر رینگتا ہوا آدم خور سردار کی کرسی کی طرف چلا ۔ اس وقت سارے وحشی آدم خور جشن منا رہے تھے ۔ ڈھول بجا کر ناچ رہے تھے ، عجیب عجیب آوازیں نکال رہے تھے ۔ سردار

ڈیگو کرسی پر بیٹھا ہنس ہنس کر انہیں داد دے رہا تھا۔ سانپ گھاس کے اندر ہی اندر رینگتا آدم خور سردار کے قریب آ گیا۔ اس نے اپنا سر گھاس میں سے نکال کر سردار کی طرف دیکھا۔

سردار ڈیگو کی ایک انگلی میں طلسماتی انگوٹھی کا نگینہ آگ کی روشنی میں چمک رہا تھا۔ کالا سانپ سمجھ گیا کہ طلسماتی انگوٹھی سردار کی انگلی میں ہی ہے۔ اب وہاں سے وہ واپس ہو گیا۔ جب وہ اس جھونپڑی کے پیچھے سے گزرا۔ جس کے اندر بدقسمت انگریز شکاری قید تھا۔ اور اپنی المناک موت کا انتظار کر رہا تھا۔ تو وہ رک گیا۔ اسے معلوم تھا کہ یہ انگریز سپاہی بڑی اذیت ناک موت مرے گا۔ اسے جلتی آگ میں زندہ بھونا جائے گا۔ اسے ایک لوہے کے ڈنڈے کے ساتھ باندھ کر آگ کے اوپر کباب کی طرح بھونا جائے گا۔ اور پھر سارے آدم خور اس کا گوشت توڑ توڑ کر کھاتے جائیں گے۔ کالے سانپ کے دل میں اس انگریز کے ساتھ ہمدردی کا جذبہ ابھر آیا۔ اس نے بدقسمت انگریز شکاری کی مدد کرنے کا

فیصلہ کر لیا ۔ وہ جھونپڑی کی پچھلی دیوار کے قریب آیا ۔ دیوار بانس کی جھاڑیوں سے بنائی گئی تھی۔ اور ایک جنگلی آدم خور نیزہ لئے اس کے گرد چل پھر کر پہرہ دے رہا تھا ۔ جب جنگلی وحشی آگے نکل گیا تو کالا سانپ خاموشی سے جھونپڑی کے اندر داخل ہوا ۔

انگریز شکاری بے چارہ سر جھکائے بیٹھا تھا ۔ اس کی ایک ٹانگ میں رسّی ڈال کر اسے درمیان والے بانس سے باندھ دیا گیا تھا ۔ باہر بند دروازے کے پاس ایک پہرے دار نیزہ لئے کھڑا تھا ۔ اور دوسرا پہرے دار جھونپڑی کے گرد چکر لگا کر اس کی نگرانی کر رہا تھا ۔ کالا سانپ رینگتا ہوا سیدھا انگریز شکاری کے سامنے آ گیا ۔ انگریز نے سانپ کو دیکھا تو التجا کرتے ہوئے بولا ۔

"خدا کے لئے مجھے ڈس دو ۔ تاکہ میں آگ میں جلنے کی اذیت سے بچ جاؤں "

اس کا خیال تھا کہ سانپ اسے ڈس دے گا مگر کالے سانپ نے آہستہ سے انسانی آواز میں کہا ۔

"خاموش! اونچی آواز میں بات نہ کرو۔ میں تمہاری زندگی بچانے آیا ہوں۔"

انگریز شکاری کی تو آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اسے کبھی یقین نہیں آ سکتا تھا کہ ایک سانپ انسانی آواز میں بات بھی کر سکتا ہے۔ پہلے وہ یہ سمجھا کہ شاید وہاں کوئی دوسرا آدمی بولا ہے۔ مگر جس زبان میں سانپ نے بات کی تھی۔ وہ انگریزی زبان تھی اور وہاں کوئی دوسرا شخص انگریزی نہیں جانتا تھا۔ کالے سانپ نے ایک بار پھر آہستہ سے کہا۔

"حیران ہونے کی ضرورت نہیں اور یہ اس کا وقت بھی نہیں ہے۔ میں تمہاری رسّی کھولتا ہوں۔ بعد میں تمہیں بعد میں بتاؤں گا کہ میں سانپ ہو کر انسانی آواز میں کیسے بات کر سکتا ہوں۔"

کالا سانپ اس بانس کی طرف گیا جس کے ساتھ انگریز شکاری کا پاؤں رسّی سے بندھا تھا۔ کالے سانپ نے اپنے منہ سے ہلکی سی پھنکار نکال کر رسّی پر ڈالی۔ رسّی جل کر راکھ ہو گئی اور انگریز شکاری آزاد ہو گیا۔ انگریز نے آہستہ سے کہا۔

"میرے دوست! باہر دو آدمی پہرہ دے رہے ہیں"
کالا سانپ بولا۔

"میں جانتا ہوں۔ ان میں سے ایک دروازے کے سامنے کھڑا ہے، دوسرا چل پھر کر پہرہ دے رہا ہے۔ میں اس چلنے پھرنے والے کو ختم کر کے آتا ہوں"

کالا سانپ تیزی سے جھونپڑی کے باہر نکل کر گھاس میں چھپ گیا۔ جونہی پہرے دار اس کے قریب سے گزرا کالے سانپ نے باہر نکل کر اس کے جسم پر اپنی پھنکار کے ساتھ زہر کی پھوار پھینکی، جونہی زہریلی پھوار آدم خور حبشی کے جسم پر پڑی۔ وہ آواز تک نہ نکال سکا۔ اور پتھر بن کر وہیں جھاڑیوں میں گرا اور مر گیا۔ کالا سانپ جھونپڑی میں آیا۔ اور اس نے انگریز سے کہا۔

"میں نے پہرے دار آدم خور کو ہلاک کر دیا ہے۔ اب تم جس طرح بھی ہو، اس جھونپڑی کی دیوار میں سے گزر کر باہر آجاؤ۔ پیچھے ایک گھاٹی ہے اس گھاٹی میں اتر جاؤ میں تمہارے پیچھے پیچھے آؤں گا۔ اور تمہاری

حفاظت کروں گا۔"

انگریز کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔ کہ اس موقع پر اس کی جان بچانے والا ایک سانپ وہاں آ جائے گا۔ اس نے بڑی احتیاط کے ساتھ ایک جگہ سے بانس کی دیوار کے درمیان سے بانسوں کو پرے ہٹا کر تھوڑا سا راستہ بنایا اور جھونپڑی سے باہر نکل گیا۔ دوسری طرف آدم خوروں کا جشن جاری تھا۔ ڈھول بج رہے تھے۔ اور انگریز کا گوشت کھانے کی خوشی میں آدم خور حبشی ڈانس کر رہے تھے انگریز جھک کر اونچی لمبی گھاس میں تیزی سے گھاٹی کی طرف بھاگا۔ ڈھول تاشوں کے شور کی وجہ سے اس کے گھاس میں بھاگنے کی آواز کوئی نہ سن سکا۔ کالا سانپ انگریز کے پیچھے پیچھے تھا۔ وہ بار بار مڑ کر دیکھ لیتا کہ کوئی آدم خور تعاقب میں تو نہیں آ رہا۔ مگر کسی آدم خور کو انگریز کے فرار ہونے کا علم نہیں ہوا تھا۔ ان کے پیچھے کوئی نہیں آ رہا تھا۔

انگریز آدم خوروں کی بستی سے دور ہوتے ہی تیزی سے دوڑنے لگا۔ نیچے گھاٹی تھی۔ انگریز گھاٹی میں اتر گیا کالا سانپ اب اس کے سامنے آ گیا۔ انگریز دوڑتا جا

رہا تھا کہ اچانک ایک آدم خور درخت کے پیچھے سے نکل آیا - اس نے انگریز شکاری کو فرار ہوتے دیکھا تو اس پر نیزہ پھینکا -

نیزہ دُور پڑا - کالے سانپ نے انگریز سے کہا -

"گھاٹی میں ندی کنارے کی طرف بھاگو"

اور خود آدم خور کی طرف لپکا - آدم خور نے تیر کمان میں چڑھایا کہ انگریز کو بھاگتے ہوئے تیر مار گرا دے۔ مگر اتنی دیر میں کالے سانپ نے آدم خور کو ہلاک کر دیا تھا - آدم خور گر پڑا - کالا سانپ بھاگ کر انگریز کے پاس آیا انگریز ایک جھاڑی کے پیچھے بیٹھا ہانپ رہا تھا - کالے سانپ نے کہا -

"یہاں سے اس پہاڑی نالے کے ساتھ ساتھ چلتے جاؤ - آگے دو میل جاؤ گے تو اس آدم خور قبیلے کے علاقے سے باہر نکل جاؤ گے"

انگریز شکاری نے سانپ کا شکریہ ادا کیا اور نالے کے ساتھ ساتھ تیز تیز چلنے لگا - اس کی جان بچ گئی تھی - اور وہ بہت خوش تھا -

یہاں سے کالا سانپ سیدھا پہاڑ کے اندر غار میں آ گیا - عمارہ اور حاتم طائی اس کا انتظار کر رہے

تھے۔ کالے سانپ نے کہا۔

"عمارہ کی انگوٹھی آدم خور سردار ڈیگو کی انگلی میں ہے۔ میں خود اسے دیکھ کر آ رہا ہوں۔"

پھر اس نے انگریز شکاری کو بچانے کا واقعہ سنایا۔ حاتم نے اس کی تعریف کی۔ عمارہ بولی۔

"اس کا مطلب ہے کہ آدم خوروں کو جب پتہ چلا کہ انگریز بھاگ گیا ہے تو وہ اس کی تلاش میں جائیں گے۔"

"ہاں۔ یہ تو ضرور ہوگا۔ بلکہ میرا خیال ہے۔ کہ اس وقت تک آدم خور نکل بھی کھڑے ہونگے۔"

کالے سانپ نے کہا۔ حاتم طائی بولا۔

"اس طرح سے آدم خور سردار پیچھے ہی رہے گا۔ وہ تو انگریز کی تلاش میں نہیں جائے گا۔ اس طرح تمہیں آدم خور سردار کو ہلاک کر کے اس کی انگلی سے انگوٹھی نکالنے میں آسانی ہوگی۔"

کالا سانپ نے کہا۔

"یہ تو ٹھیک ہے۔ میں ابھی جاتا ہوں۔"

یہ کہکر کالا سانپ واپس آدم خوروں کی بستی کی طرف

روانہ ہو گیا۔ وہ ابھی جنگل میں ہی تھا۔ کہ اسے آدم خوروں کا شور سنائی دیا۔ آدم خور حبشی چیخیں مارتے۔ نیزے لہراتے انگریز شکاری کو ڈھونڈ رہے تھے۔ مگر کالے سانپ کو معلوم تھا کہ انگریز اس وقت تک ان کی حدود سے دور ہو گیا ہے۔

کالا سانپ جنگل میں رینگتا ہوا آدم خوروں کی بستی میں آ گیا۔ آدھے سے زیادہ آدم خور انگریز شکاری کی تلاش میں جا چکے تھے۔ وہاں چند ایک آدم خور اور آدم خور سردار ہی رہ گیا تھا۔ آدم خور سردار کی آواز جھونپڑی سے آ رہی تھی۔ کالا سانپ جھونپڑی کی دیوار کے پیچھے سے جھونپڑی کے اندر داخل ہو گیا۔ آدم خور سردار کے ہاتھ سے انگریز نکل گیا تھا، وہ غصّے میں جھنجھلایا ہوا تھا۔ اس نے نوکر کو چیخ کر کہا۔

"نکل جاؤ یہاں سے اور انگریز کو تلاش کرو

تم یہاں کیوں کھڑے ہو۔ چلے جاؤ یہاں سے!"

نوکر آدم خور جلدی سے باہر نکل گیا۔

اب آدم خور سردار اکیلا رہ گیا۔ وہ بے تابی سے ٹہلتا رہا۔ پھر وہ دری پر بیٹھ گیا۔ کالا سانپ کونے میں چھپا ہوا تھا۔ سانپ نے سردار کی انگلی میں

طلسماتی انگوٹھی دیکھ لی ۔ جب آدم خور سردار بیٹھ گیا۔ تو کالا سانپ اپنی جگہ سے ہلا اور رینگتا ہوا وہ آدم خور سردار کے پیچھے آ گیا ۔ پیچھے آتے ہی کالے سانپ نے پھن اٹھا کر آدم خور سردار پر پھنکار کی زہریلی پھوار پھینکی ۔

کالے سانپ کو یقین تھا کہ آدم خور سردار وہیں پتھر ہو کر مر جائے گا ۔ مگر ایسا نہ ہوا ۔ آدم خور سردار پر زہر کا کوئی اثر نہ ہوا ۔ وہ اپنی جگہ پر اسی طرح بیٹھا رہا ۔ کالے سانپ نے ایک بار پھر سردار پر زہر پھینکی ۔ اس بار زہر زیادہ تھی ۔ اس کی پھنکار کی آواز بھی بلند ہوئی تھی آدم خور سردار پر پھر بھی زہر کا کوئی اثر نہ ہوا ۔ اب کالا سانپ گھبرا گیا ۔ اس نے گھبراہٹ میں آدم خور سردار کو ڈس لیا کہ شاید یہ اسی طرح ہلاک ہو جائے ۔ مگر آدم خور سردار پر کوئی اثر نہ ہوا ۔ اس نے جب دیکھا کہ کسی نے اسے ڈسا ہے تو سردار نے پلٹ کر دیکھا کالا سانپ اتنی دیر میں جھونپڑی سے باہر نکل آیا ۔ اس نے کالے سانپ کو بھاگتے دیکھ لیا ۔

آدم خور سردار نے کالے سانپ پر تیر مارا ۔ تیر

کالے سانپ کے قریب زمین میں دھنس گئی کالا سانپ جھاڑیوں میں غائب ہو گیا۔ آدم خور سردار غصے میں کانپتا اور بڑ بڑاتا ہوا دوسری طرف چلا گیا۔ کالا سانپ حیران تھا۔ کہ آدم خور پر اس کے خطرناک زہر کا کوئی اثر کیوں نہیں ہوا۔ وہ بھاگ کر سیدھا غار میں آ گیا غار میں آ کر اس نے عمارہ اور حاتم طائی کو سارا ماجرا سنایا

حاتم نے پوچھا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سردار پر تمہارے زہر کا اثر نہ ہو ؟"

عمارہ نے کہا۔

"ممکن ہے سردار نے اپنے جسم پر کوئی ایسی دوا مل رکھی ہو جس پر زہر کا اثر نہ ہوتا ہو۔"

کالا سانپ کہنے لگا۔

"میں نے اسے ڈسا بھی تھا۔ اس کے خون میں اپنا زہر بھی داخل کیا تھا۔ مگر اس کے خون پر بھی زہر کا اثر نہیں ہوا۔"

حاتم نے پوچھا۔

کیا تمہارے خیال میں آدم خور سردار کے پاس کوئی طلسم ہے جو اسے زہر سے محفوظ رکھتا ہے؟"

کالا سانپ بولا۔

"ہاں! مجھے یقین ہے کہ آدم خور سردار کے پاس کوئی خاص جادو ہے۔ جس کی وجہ سے اس پر میرے زہر کا اثر نہیں ہوتا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ عمارہ کی طلسمی انگوٹھی کی وجہ سے اس پر میرے زہر کا اثر نہ ہوتا ہو۔"

عمارہ فوراً بولی۔

"تم ٹھیک کہتے ہو۔ یہی بات ہے اس پر میری طلسمی انگوٹھی کا ہی اثر ہے۔ اب کیا کیا جائے؟"

حاتم کہنے لگا۔

"میری طاقت بھی ابھی تک واپس نہیں آئی۔ اگر میں غائب ہو سکتا تو سردار کی انگلی سے انگوٹھی لانا کوئی مشکل کام نہیں تھا۔"

عمارہ نے کہا۔

"اب ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم یہاں بیٹھ کر انتظار کریں اور سوچیں کہ کونسی حکمت عملی اختیار کی جا سکتی ہے۔"

حاتم بولا۔

"لیکن اس طرح تو بہت دیر ہو جائے گی اور ممکن ہے آدم خور سردار یہاں سے کسی دوسری طرف نکل جائے اور ہمیں اسے تلاش کرنے کا بھی موقع نہ مل سکے۔"

کالا سانپ خاموش تھا۔ کچھ دیر تک سب خاموش رہے پھر کالے سانپ نے زبان کھولی اور کہا۔

"میری رائے یہ ہے کہ میں رات کے وقت آدم خوروں کی بستی میں جاؤں گا اور آدم خور سردار جب سو رہا ہوگا اس وقت اس کی انگلی سے انگوٹھی نکالنے کی کوشش کرونگا۔"

"تم کیسے انگلی اتارو گے۔" عمارہ نے پوچھا۔

کالا سانپ بولا۔

"میں اس کی انگلی پر اپنی آتشی پھونک ماروں گا۔ میری آتشی پھنکار کی گرمی سے آدم خور کی انگلی جل کر راکھ ہو جائے گی اور جونہی اس کی انگلی راکھ ہوئی میں انگوٹھی لے کر وہاں سے بھاگ آؤں گا۔"

حاتم طائی نے کہا۔

"تمہاری تجویز تو اچھی ہے۔ مگر ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ تمہاری پھنکار سے آدم خور سردار جاگ پڑے۔ اور تمہیں وہیں دبوچ لے اور تمہارے ٹکڑے کر دے۔ تمہارے زہر کا تو اس پر اثر ہوتا ہی نہیں"

کالا سانپ کہنے لگا۔

"یہ خطرہ تو مجھے مول لینا ہی پڑے گا۔ یا آدم خور جیت گیا اور یا میں مارا گیا۔ تم صرف اتنا کرنا کہ اگر میں مارا گیا اور یہاں نہ پہنچ سکا تو تم وہاں سے کسی طرح میری لاش کے ٹکڑے اٹھا لانا اور ایک ڈبے میں کالے گلاب کے پھول ڈال کر میرے جسم کے ٹکڑوں کے ساتھ بند کر دینا۔ تین دن کے بعد میرے ٹکڑے اپنے آپ جڑ جائیں گے اور میں پھر سے زندہ ہو جاؤں گا"

عمارہ نے کہا۔

"نہیں۔ ہم تمہاری زندگی خطرے میں نہیں ڈالیں گے۔ تم یہیں رہو۔ ہم کوئی اور ترکیب سوچ لیتے ہیں"

مگر کالے سانپ نے کسی کی ایک نہ سُنی - اور اس کے پہلے کہ حاتم اور عمارہ اسے روکتے کالا سانپ تیزی سے غار میں سے باہر نکل گیا۔ اس وقت رات ہونے والی تھی۔ شام کا اندھیرا زیادہ گہرا ہونے لگا تھا۔ کالے سانپ کے جانے کے بعد حاتم نے عمارہ سے کہا۔

"مجھے ڈر ہے کالا سانپ زندہ واپس نہیں آئے گا۔ ہمیں کل کسی طرح وہاں جا کر اس کی لاش کے ٹکڑوں کو تلاش کرنا ہوگا۔"

حاتم نے کہا۔

"میرا خیال ہے میں جا کر سانپ کو واپس لاتا ہوں۔"

"نہیں نہیں۔ تم مت جانا۔ تمہاری طاقت تمہارے پاس نہیں۔" عمارہ نے کہا۔

حاتم بولا۔

"مگر میں مر نہیں سکتا۔"

عمارہ بولی۔

"کچھ پتہ نہیں کہ کیا ہو۔ ہو سکتا ہے وہ لوگ تمہیں پکڑ کر آگ میں ڈال دیں اور آگ تمہیں جلا کر راکھ کر دے۔ میں تمہیں نہیں جانے دونگی۔"

حاتم رُک گیا۔

دوسری طرف کالا سانپ واپس آدم خوروں کی بستی میں پہنچ گیا۔ وہاں سارے آدم خور واپس آ چکے تھے۔ وہ مایوس لوٹے تھے انہیں انگریز شکاری نہیں مل سکا تھا۔ آدم خور سردار ان کے درمیان کھڑا غصے سے کانپ رہا تھا۔

اس نے کہا۔

"یہاں کوئی جادوگر آ گیا ہے۔ اس نے ایک سانپ کو جادو کر کے مجھے مارنے کے لئے بھیجا تھا سانپ کے طلسم کا اثر مجھ پر نہیں ہو سکا۔ اس سانپ کو تلاش کرو اور اس کے ٹکڑے اڑا دو۔"

سارے آدم خور مشعلیں روشن کر کے سانپ کو تلاش کرنے لگے۔ کالا سانپ وہاں سے بھاگ کر ایک چٹان کے پیچھے چھپ گیا۔ آدم خوروں نے سارے علاقے میں کالے سانپ کی تلاش شروع کر دی تھی۔ آدم خور سردار نے فضا میں سانس لے کر کہا۔

"مجھے طلسمی سانپ کی بو اس پہاڑی پتھروں کی طرف سے آ رہی ہے۔ اس کے گرد آگ لگا دو۔"

اس سے پہلے کہ کالا سانپ ان پتھروں سے باہر نکل جاتا آدم خوروں نے وہاں چاروں طرف آگ لگا دی۔ آگ ایک دائرے کی شکل میں لگائی گئی۔ آگ کا دائرہ آگے بڑھنے

لگا۔ کالا سانپ اسی آگ میں پھنس چکا تھا۔ آگ کے شعلے کافی اوپر بلند ہو رہے تھے۔ آگ شدت اختیار کرتی جا رہی تھی۔ کالا سانپ ایک پتھر سے نکل کر گھبراہٹ میں دوسرے پتھر کی طرف دوڑتا۔ اس نے دو تین بار آگ سے نکل جانے کی کوشش کی مگر وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ لاش کے ٹکڑے ہو جانے کی شکل میں تو اس کی لاش دوبارہ جڑ سکتی تھی۔ مگر آگ میں جل جانے سے کالا سانپ مر جاتا۔ وہ گھبرا کر ایک طرف کو دوڑا۔ اس طرف اسے ایک درخت نظر آ گیا تھا۔ وہ تیزی سے رینگتا ہوا درخت پر چڑھ گیا۔ مگر آگ نے درخت کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ درخت کی ٹہنیوں کو آگ لگ گئی۔ کالا سانپ درخت کی اوپر والی ٹہنی پر چلا گیا۔

اس سلسلے کا اگلا ناول ہے

خاموش پستول

دلچسپ اور سنسنی خیز واقعات

ڈھاکہ ایڈونچر

ہر طرف آگ اور خون کا کھیل جاری تھا۔ گولیاں چل رہی تھیں۔ دشمن کے بھیجے ہوئے تخریب کار ڈھاکے میں تباہی مچا رہے تھے۔ اِس افراتفری میں ایک لڑکا اپنے باپ سے بچھڑ جاتا ہے۔ پیچھے دشمن ہے۔ آگے دشمن ملک ہے۔ لڑکا ہمّت نہیں ہارتا۔ وہ عہد کرتا ہے کہ اپنے ماں باپ کے پاس پہنچ کر رہے گا۔

اِس لڑکے کی سمندر، دریاؤں اور دشمن ملک کے درمیان ہولناک سفر کی دلیرانہ سچّی کہانی۔

قدم قدم پر سسپنس۔ بہادری اور حب الوطنی کے ایمان افروز واقعات۔

موت کی ٹرین — جیل سے فرار

بہادر بہرام — خونی گلی

خفیہ تہہ خانہ — قلعے سے چھلانگ

خوفناک مشن — موت کا سگنل